ہفت روزہ

12/3

خدام الدین لاہور

بیادگار
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور

۱۳ صفر المظفر ۱۳۸۶ھ
۳ جون ۱۹۶۶ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ۰ لاہور

ہدیہ ۲۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاٰی فِیْ اَصْحَابِہٖ تَاَخُّرًا، فَقَالَ لَھُمْ "تَقَدَّمُوْا فَائْتَمُّوْا بِیْ، وَلْیَاْتَمَّ بِکُمْ مَنْ بَعْدَکُمْ، لَا یَزَالُ قَوْمٌ یَتَاَخَّرُوْنَ حَتّٰی یُؤَخِّرَھُمُ اللّٰہُ"۔ (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب میں دیکھا کہ صفوں میں پیچھے رہنے لگے ہیں۔ تو آپ نے ان سے ارشاد فرمایا کہ آگے بڑھو اور میرا اقتداء کرو۔ اور تمہارا اقتداء ان لوگوں کو کرنا چاہئے جو تمہارے پیچھے ہیں (بعض) قوم پیچھے رہتی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالے ان کو پیچھے ڈال دے گا۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَمْسَحُ مَنَاکِبَنَا فِی الصَّلٰوۃِ وَیَقُوْلُ: "اسْتَوُوْا وَلَا تَخْتَلِفُوْا فَتَخْتَلِفَ قُلُوْبُکُمْ، لِیَلِیَنِیْ مِنْکُمْ اُولُوا الْاَحْلَامِ وَالنُّھٰی ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ، ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ۔" (رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

ترجمہ: حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں ہمارے کاندھوں کو چھوا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ برابر ہو جاؤ۔ آگے پیچھے مت ہو تمہارے دل مختلف ہو جائیں گے۔ مجھ سے عقلمند اور ہوشیار لوگوں کو متصل ہونا چاہئے۔ پھر ان لوگوں کو جو ان کے قریب ہیں، پھر ان لوگوں کو جو ان سے قریب ہیں (مسلم)

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "سَوُّوْا صُفُوْفَکُمْ فَاِنَّ تَسْوِیَۃَ الصَّفِّ مِنْ تَمَامِ الصَّلٰوۃِ"، مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِلْبُخَارِیِّ: "فَاِنَّ تَسْوِیَۃَ الصُّفُوْفِ مِنْ اِقَامَۃِ الصَّلٰوۃِ"

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنی صفوں کو سیدھا کرو۔ اس لئے کہ صف کا سیدھا کرنا نماز کے تمام اور کمال میں سے ہے (بخاری مسلم)، اور بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ صف کا سیدھا کرنا نماز کے قائم کرنے میں سے ہے۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: اُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ فَاَقْبَلَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِوَجْھِہٖ فَقَالَ: "اَقِیْمُوْا صُفُوْفَکُمْ وَتَرَاصُّوْا فَاِنِّیْ اَرَاکُمْ مِنْ وَّرَآءِ ظَھْرِیْ" رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ بِلَفْظِہٖ وَمُسْلِمٌ بِمَعْنَاہُ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِلْبُخَارِیِّ: "وَکَانَ اَحَدُنَا یُلْزِقُ مَنْکِبَہٗ بِمَنْکِبِ صَاحِبِہٖ وَقَدَمَہٗ بِقَدَمِہٖ"

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نماز قائم کی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف رُخ فرما کر متوجہ ہوئے۔ اور فرمایا۔ صفوں کو درست کرو۔ اور مل کر کھڑے ہو۔ اس لئے کہ میں تم کو اپنی پس پشت سے دیکھتا ہوں۔ بخاری نے بلفظہ اسے ذکر کیا اور مسلم نے معنیً اس کو ذکر کیا۔ اور بخاری کی ایک روایت میں ہے سو (اس کے بعد) ہم میں سے ہر ایک اپنے مونڈھے کو اپنے ساتھی کے مونڈھے سے ملاتا تھا اور اپنے قدم کو اس کے قدم سے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ: خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: "اَلَا تَصُفُّوْنَ کَمَا تَصُفُّ الْمَلٰٓئِکَۃُ عِنْدَ رَبِّھَا؟" فَقُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَکَیْفَ تَصُفُّ الْمَلٰٓئِکَۃُ عِنْدَ رَبِّھَا؟ قَالَ: یُتِمُّوْنَ الصُّفُوْفَ الْاُوَلَ وَیَتَرَاصُّوْنَ فِی الصَّفِّ (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے۔ اور ارشاد فرمایا کہ کیوں تم ایسی صف نہیں باندھتے جیسے کہ فرشتے اپنے رب کے سامنے صف باندھتے ہیں؟ ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اور فرشتے اپنے رب کے سامنے کیونکر صف باندھتے ہیں؟ فرمایا پہلے پہلی صفوں کو پورا کرتے ہیں اور صف میں خوب مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔ مسلم۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَوْ یَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِی النِّدَآءِ وَالصَّفِّ الْاَوَّلِ، ثُمَّ لَمْ یَجِدُوْا اِلَّا اَنْ یَّسْتَھِمُوْا عَلَیْہِ لَاسْتَھَمُوْا"، مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ اگر لوگ جان لیں جو کچھ اذان اور صف اوّل میں اجر و ثواب ہے اور پھر بجز قرعہ اندازی کے کوئی اور چارہ کار نہ ہو تو بلاشبہ قرعہ اندازی کرنے لگیں۔ (بخاری اور مسلم)

عَنْ شَقِیْقِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ التَّابِعِیِّ الْمُتَّفَقِ عَلٰی جَلَالَتِہٖ رَحِمَہُ اللّٰہُ قَالَ: کَانَ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَرَوْنَ شَیْئًا مِّنَ الْاَعْمَالِ تَرْکُہٗ کُفْرٌ غَیْرَ الصَّلٰوۃِ۔ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ فِیْ کِتَابِ الْاِیْمَانِ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ

ترجمہ: حضرت شقیق بن عبداللہ التابعی رحؒ (ان کی جلالت علمی پر علمائے کرام کا اتفاق ہے) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ اعمال میں سے کسی عمل کے ترک کر دینے کو کفر خیال نہیں کرتے تھے۔ مگر نماز کو (کہ اس کا ترک ان کے نزدیک کفر تھا) امام ترمذی نے "کتاب الایمان" میں اسناد صحیح کے ساتھ اس حدیث کو نقل کیا ہے۔

(ف) اس حدیث اور اس کے ہم معنی احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ ترک صلوٰۃ بہت بڑا گناہ ہے ان احادیث میں اس چیز کی طرف اشارہ ہے کہ تارک صلوٰۃ قریب ہے کہ کافر ہو جائے۔ اصحاب ظواہر کے نزدیک تارک صلوٰۃ کافر ہو جاتا ہے۔ اور امام مالکؒ و شافعیؒ کے نزدیک ایسے شخص کا قتل کرنا واجب ہے اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس کو قید کرنا اور مارنا واجب و ضروری ہے حتیٰ کہ توبہ کرے اور نماز پڑھنا شروع کر دے۔ واللہ اعلم۔

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر
ٹیلیفون
۶۷۵۴۵

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

سالانہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

جلد ۱۲ | ۱۳ صفر المظفر ۱۳۸۶ھ بمطابق ۳ جون ۱۹۶۶ء | شمارہ ۳

دین میں کسی قسم کی تحریف
ہرگز برداشت نہیں کی جائے گی

ڈاکٹر فضل الرحمن نے جو ادارۂ تحقیقات اسلامیہ کے ڈائرکٹر، اسلامی مشاورتی کونسل کے رکن اور پاکستان میں اسلامی عقائد و نظریات کے محرّف کی حیثیت سے جانے پہچانے آدمی ہیں اخبارات کو بیان دیتے ہوئے تازہ گوہر افشانی کی ہے اور اس مملکت میں مظلوم و لاوارث اسلام کے حال پر مزید کرم فرمائی کی جسارت کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ "زکوٰۃ ہی ایک ایسا ٹیکس ہے جسے قرآن حکیم نے ریاست کے مسلمانوں سے وصول کرنے کی اجازت دی ہے۔ یہ ٹیکس ابتدائی طور پر مختلف ضروریات پوری کرنے کے لئے عائد کیا گیا تھا جس میں مسلمانوں کی سماجی اور ثقافتی ترقیات کے ساتھ دفاع اور ریاست کی دوسری ضروریات بھی شامل تھیں۔ زمانہ قدیم میں اسلامی حکومت کی ضروریات اتنی زیادہ نہ تھیں جتنی آج ہیں۔ زکوٰۃ کی شرح اس قدر کم ہے کہ وہ زمانہ جدید میں ریاست کی ضروریات پوری نہیں کر سکتی۔ اس لئے زکوٰۃ کی شرح میں اضافہ کیا جائے اور اس کا کچھ حصہ ترقیاتی سرگرمیوں کے بڑھتے ہوئے مصارف میں صرف کیا جائے۔"

مذکورہ بالا بیان کو پڑھ جائیے اور اس کے مندرجات میں بنظر عمیق جھانکئے تو صاف نظر آئے گا کہ یہ اسلامی عقائد و نظریات میں تحریف کی نہایت عیارانہ اور مکارانہ سازش ہے۔ بلکہ سرے سے اسلام کو مخدوش کر دینے کے مترادف ہے۔ آج کل کے مجتہدین اکثر کہتے رہتے ہیں کہ اسلام کو رنگ بدلتے ہوئے زمانے کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اور ماڈرن اسلام کو جنم دینا چاہئے ـــــ گویا اسلام ان کے خیال کے مطابق قطعاً مکمل نہیں اور یہ ہر دور کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتا۔ چنانچہ زکوٰۃ کی شرح میں اضافے سے ڈاکٹر صاحب اپنے مقتدایان ولی نعمت کے اس قول پر مہر تصدیق ثبت کرنا چاہتے ہیں اور یہ تاثر دینے کی فکر میں ہیں کہ فروعات تو ایک طرف رہے اسلام کے مسلمہ عقاید و نظریات تک وقتی حالات کے مطابق تبدیل ہو سکتے ہیں ـــ اس طرح ڈاکٹر صاحب اسلام میں تحریفات کا دروازہ کھول کر دین کو ارباب اقتدار کا کھیل بنا دینا چاہتے ہیں ـــــ مزید برآں زکوٰۃ کی شرح میں اضافے کا ایک مطلب یہ بھی لیا جائے گا کہ خدا و رسول کا علم ناقص ہے اور انہوں نے زکوٰۃ کی شرح مقرر کرنے میں (معاذ اللہ) غلطی کھائی ہے۔ ظاہر ہے۔ اگر یہ نظریہ ہو تو اس سے بڑھ کر کفر اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ مگر ہمارے خیال میں مذکورہ تجویز پیش کرنے وقت مجوّز کا ذہن اس تصوّر سے خالی ہوگا ـــ بنابریں ہماری رائے میں یہ تجویز اور یہ بیان سراسر غلط اور اسلام کے بالکل منافی ہیں ـــ ڈاکٹر صاحب اسلام کی روح سے قطعی ناواقف ہونے کے باعث اکثر و بیشتر اس قسم کے ملحدانہ شگوفے چھوڑتے رہتے ہیں۔ اور اس طرح اسلامی عقائد و نظریات کو تختۂ مشق بنانے اور مسلمانوں کے جذبات سے کھیلنے کی ناروا کوشش میں مصروف ہیں۔ ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ ایسے شخص کو اسلامی مشاورتی کونسل کی رکنیت اور ادارۂ تحقیقات اسلامیہ کی ڈائرکٹرشپ سے سبکدوش کر کے اسلام اور مسلمانوں پر رحم فرمائے اور عاقبت اندیشی کا ثبوت دے ـــ آخر یہ کیا اپج ہے کہ اس شخص کو جسے اسلام کی بنیادی باتوں کا بھی علم نہیں مشاورتی کونسل کا رکن اور ادارۂ تحقیقات اسلامیہ کا سربراہ مقرر کر دیا جائے۔

ڈاکٹر صاحب اور ان کی ذرّیّت کو علم ہونا چاہئے کہ اسلام میں زکوٰۃ کوئی ٹیکس نہیں ہے بلکہ نماز، روزہ اور حج کی طرح ایک مستقل عبادت اور ارکان اسلام میں سے ایک رکن ہے۔ جس طرح نماز کی رکعتیں اور روزہ کے اوقات و لوازمات شارع کے مقرر کردہ ہیں اور ان میں کوئی مجتہد قیامت تک کوئی رد و بدل نہیں کر سکتا۔ اسی طرح زکوٰۃ کی جو شرح شارع نے مقرر کر دی ہے اس میں بھی کوئی بڑے سے بڑا انسان یا مجتہد رائی برابر کمی بیشی کرنے کا مجاز نہیں ہے۔ ہر مسلمان کا یہ کامل ایمان ہے اور یہ عقیدہ قرآن و سنت کی تعلیمات کی روشنی میں اس کے رگ و پے میں خون کی طرح سرایت کر چکا ہے کہ دنیا کی کوئی طاقت اسلام کے ایک ادنیٰ حکم کو بھی تبدیل نہیں کر سکتی ـــ اور جو شخص عقائد و احکام اسلامی میں ذرہ برابر کمی بیشی کرے گا دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا ـــ پھر اگر کوئی شخص چاہے کہ زکوٰۃ کی شرح یا مصارف کے قواعد میں تبدیلی کر کے کوئی مفید مقصد سرانجام دے سکے یا مادی نفع اٹھا سکے گا تو اس کی حیثیت بھی تمنائے موہوم کے سوا کچھ نہ ہوگی لوگوں کے دلوں سے زکوٰۃ کی وہ عظمت اٹھ جائے گی۔ جو مذہبی فریضہ ہونے کی وجہ سے اسے حاصل ہے۔ اور بالآخر اس عبادت کا بھی وہی حشر ہوگا جو عام ٹیکسوں اور قواعد و ضوابط کا ہوتا ہے اور لوگ کبھی اسے دل سے قبول نہیں کریں گے۔ ایمان علیحدہ ضائع ہوگا۔ اور مادی نفع بھی حاصل نہیں ہو سکے گا۔ بلکہ مفاسد سر اٹھائیں گے اور فائدے کی بجائے الٹا نقصان ہوگا۔

علاوہ ازیں مجوّز کا یہ کہنا بھی دین سے نابلد ہونے کی کھلی ہوئی دلیل ہے کہ زکوٰۃ مسلمانوں کی سماجی اور ثقافتی ترقیات اور دفاع سمیت ریاست کی دوسری ضروریات پر صرف کرنے کے لئے فرض کی گئی ہے ـــــ حالانکہ قرآن عزیز (سورۃ توبہ) میں واضح طور پر یہ ارشاد

(باقی ص۱۷ پر)



۲۷ ر محرم الحرام ۱۳۸۶ھ بمطابق ۱۹ ر مئی ۱۹۶۶ء

زندگی کے لمحات کو غنیمت جانیں، اپنی کمزوریوں کو دور کریں

اور نیکی کی اشاعت کریں

خالد سلیم

حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ : امّا بعد : فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرّجیم:
بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم:-

اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔ کہ اس نے ہمیں انسان بنایا اور امتِ محمدیہؐ میں پیدا فرما کر دولتِ ایمان سے نوازا۔ ہم اس نعمت اور احسان کا جتنا بھی شکر ادا کریں اتنا ہی کم ہے۔ اس کے باوجود اکثر مسلمان نماز، روزہ سے دور ہیں اور صرف نام کے مسلمان ہیں۔ ان کے اعمال سراسر اسلام کی تعلیمات کے خلاف ہیں۔

اکثر مسلمان ایسے ہیں جو نماز تو پڑھتے ہیں لیکن ذکر اللہ کے لئے کوئی وقت نہیں نکالتے۔ حالانکہ قرآن مجید میں کئی جگہ ذکر کے لئے حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ہم پر مزید احسان ہے کہ ہم کو اپنا ذکر کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

اللہ تعالےٰ کے احسانات و انعامات ہم پر اتنے زیادہ ہیں کہ ہم ان کو گن نہیں سکتے۔ جب ہم اللہ کے انعامات کو گن نہیں سکتے تو ظاہر ہے کہ ہم صحیح شکر ادا نہیں کر سکتے۔ ارشادِ ربانی ہے :-

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ — اگر تم میرا شکر ادا کروگے تو میں اور زیادہ (نعمتیں) دوں گا۔ اور اگر میری ناشکری کروگے تو (یاد رکھو) میرا عذاب بڑا سخت ہے۔

اللہ تعالےٰ کے انعامات و احسانات کا شکر یہ ہے کہ ہم ان نعمتوں کو اللہ کی راہ میں لگائیں۔ اللہ نے دولت دی ہے تو زکوٰۃ و خیرات کریں۔ رشتے داروں میں کوئی ضرورت مند ہے تو اس کی امداد کریں۔ غرباء، یتامیٰ اور مساکین کی خدمت کریں۔ غرض مال و دولت اللہ کی راہ میں اس کی خوشنودی کے لئے خرچ کریں

اگر اللہ تعالےٰ نے صحت جیسی عظیم نعمت عطا فرمائی ہے تو اس سے اللہ کی عبادت کریں۔ بیمار آدمی اتنے زیادہ نیکی کے کام نہیں کر سکتا جتنے صحت مند آدمی کر سکتا ہے —— ذکر اللہ کثرت سے کریں۔ نیکی کی اشاعت کریں۔ خوب محنت سے حلال رزق کی تلاش کریں —— کسی اللہ والے کی صحبت میں بیٹھیں۔ درس قرآن و حدیث سنیں۔ غرض یہ کہ ہر کام اللہ کی خوشنودی کے لئے اور سنتِ نبویؐ کے طریقہ پر کریں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ لوگوں کے اخلاق سنوارو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصودِ تخلیق اخلاق کو بہتر بنانا تھا۔ ہم صحیح مسلمان اس وقت کہلائینگے جب ہم اپنے اخلاق کو درست کرنے کے ساتھ ساتھ مخلوقِ خدا کے اخلاق کو بھی سنواریں۔ یہ اس وقت ممکن ہے جب ہم قرآن و حدیث کی تعلیمات حاصل کرکے ان پر عمل کریں۔ اور نیکی کی اشاعت کریں۔

لوگ کہتے ہیں کہ عمر بڑھ رہی ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ عمر گھٹ رہی ہے جوں جوں وقت گذرتا جا رہا ہے اتنا ہی ہم موت کے قریب ہوتے جا رہے ہیں۔ وقت کے گذرنے کے ساتھ ساتھ ہماری عمر بھی گھٹ رہی ہے ؎

غافل تجھے گھڑیال یہ دیتا ہے منادی
گردوں نے گھڑی عمر کی اک اور گھٹا دی

یہ باقی زندگی بہت قیمتی ہے۔ اس کو غنیمت جانیں۔ اپنی غفلتوں اور کمزوریوں کو دور کریں۔ صحیح انسان وہ ہے جو انجام پر نظر رکھے۔ لذات و شہوات سے پرہیز کرے۔ اپنے جذبات کو کنٹرول میں رکھے اور وقت کی قدر کرے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بہادر وہ نہیں ہے جو میدان میں دوسرے کو پچھاڑ دے۔ بلکہ بہادر وہ ہے جو غصہ پر قابو پالے اور اس کو تھوک دے۔

ایک شخص جس کی آنکھیں خراب ہوں۔ لیکن باقی سارا جسم ٹھیک ہو تو اس کو بیمار کہتے ہیں یعنی جسم کا کوئی حصہ خراب ہو یا تکلیف میں ہو اور باقی سارا جسم بالکل صحیح ہو۔ تو اس کو بیمار ہی کہتے ہیں۔ تندرست آدمی وہ ہے جس کے سارے اعضاء صحیح اور تندرست ہوں۔ اسی طرح کامل و سچا اور کھرا مسلمان وہ ہے جو خود بھی نماز پڑھتا ہو، روزے رکھتا ہو، ذکر اللہ کثرت سے کرتا ہو۔ حلال رزق کے لئے کوشش کرتا ہو۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد ٹھیک طرح ادا کرتا ہو۔ اس کے بعد گھر والوں، رشتے داروں، دوستوں اور محلہ داروں کو بھی نیکی کی تبلیغ کرتا ہو۔ ان کو راہِ راست پر لانے کے لئے کوشش و محنت کرتا ہو —— یہ ہے تصوف کی صحیح اور بنیادی تعلیم —— تصوف صرف ذکر اللہ کرنا ہی نہیں سکھاتا۔ تصوف انسان کو مکمل انسان بناتا ہے۔ مخلوقِ خدا سے ہمدردی کرنا سکھاتا ہے۔ تصوف کی تعلیم یہ ہے کہ انسان اللہ کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہ کرے۔ اپنے فرائض کو ادا کرے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد



۶ر صفر المظفر ۱۳۸۶ھ بمطابق ۲۷ر مئی ۱۹۶۶ء

نیکوکار مومنوں کو خوشخبری اور ایمان و اسلام کی چند نشانیاں

حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ: اما بعد: فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم:
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

وَ بَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ط (بقرہ۔آیت ۲۵)

ترجمہ: اور ان لوگوں کو خوشخبری سنا دیجئے جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے۔ اُن کے لئے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔

بزرگانِ محترم! اس آیت میں ایمان لانے والوں اور نیک عمل کرنے والوں کو اس بات کی خوش خبری دی گئی ہے کہ وہ ایسے باغات میں داخل کئے جائیں گے جن میں ان کے آرام و راحت کے لئے سب کچھ موجود ہوگا۔ ان میں ٹھنڈے اور خوش ذائقہ پانی کے دریا بہتے ہوں گے۔

حاصل

یہ نکلا کہ جنّت کا حقدار بننے اور اس میں داخل ہونے کے لئے انسان میں دو صفتیں موجود ہونی چاہئیں۔ ایمان اور اعمال صالح۔

ایمان یہ ہے کہ بندے کے دل میں اللہ تعالےٰ کے متعلق اور رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے بارے میں کوئی شک موجود نہ ہو۔ یعنی وہ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کو اپنا معبود سمجھتا ہو اور آخرت پر یقین رکھتا ہو۔

اعمالِ صالح سے مراد یہ ہے کہ بندے کے تمام کام قرآن مجید کے حکموں اور سنتِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہوں۔ اللہ نے جن جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا ہے انہیں کبھی نہ چھوڑے اور جن جن کاموں کے کرنے سے منع کیا ہے اس کے پاس بھی نہ پھٹکے۔

غور فرمائیے!

اس آیت میں ایمان اور اعمالِ صالح دو چیزوں کے بدلے میں دو چیزوں باغات اور نہروں کا ذکر کیا گیا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ جس طرح باغات نہروں یا پانی کے بغیر نشو و نما نہیں پا سکتے اور پودوں کی زندگی کا دار و مدار پانی پر ہے اسی طرح ایمان اور اعمالِ صالح بھی لازم و ملزوم ہیں۔ اعمالِ صالح اُس وقت تک بارآور نہیں ہو سکتے جب تک کہ دل میں ایمان نہ ہو اور محض ایمان کافی نہیں جب تک ایمان کے ساتھ اعمال درست نہ ہوں۔

پس ثابت ہوا کہ ایمان کے ساتھ اعمالِ صالحہ کا ہونا بھی نہایت ضروری ہے۔ اور ایمان نہ ہو تو پھر تو سرے سے کوئی بات ہی نہیں بنے گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایمان و یقین کے ساتھ ساتھ اعمالِ صالحہ کی دولت سے بہرہ ور کرے تاکہ ہم آیت بالا میں بیان کی گئی جنّت کی خوشخبری کے مستحق ٹھہریں۔ آمین!

ایمان والوں سے مطالبہ

قولہٗ تعالےٰ:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِیْ نَزَّلَ عَلٰی رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ط وَ مَنْ یَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِیْدًا ۝ (س النساء۔آیت ۱۳۶)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ پر اور اس کے رسولؐ پر ایمان لاؤ اور اس کتاب پر جو اُس نے اپنے رسولؐ پر نازل کی ہے اور اس کتاب پر جو پہلے نازل کی تھی۔ اور جو کوئی یقین نہ کرے اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور قیامت کے دن پر وہ بہک کر دُور جا پڑا۔

حاصل

یہ ہے کہ کامل اور سچی خدا پرستی یہ ہے کہ خدا پر ایمان لاؤ، خدا کی سچائی پر یعنی قرآن مجید پر ایمان لاؤ، اس میں جو کچھ لکھا ہے اس پر دل سے یقین کرو اور اس کے مطابق عمل کرو۔ جو کتابیں قرآن مجید سے پہلے اللہ نے اتاری ہیں ان کو بھی اللہ کی سچی کتابیں مانو! البتہ اب اُن کے وہی حکم قابلِ عمل ہیں جن کو اس آخری کتاب قرآن مجید نے برقرار رکھا ہے۔ باقی باتیں جو گذشتہ کتابوں میں ہیں وہ اس وقت قابلِ عمل نہیں رہیں — اس وقت قرآن ہی پر عمل ضروری ہے۔ کیونکہ اس میں وہ سب اچھی باتیں جو پہلی کتابوں میں تھیں آ گئی ہیں۔

دیکھو! خدا پر، خدا کے فرشتوں پر، خدا کی کتابوں پر، خدا کے رسولوں پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنا کامل اور سچا ایمان ہے اور جو اس کے خلاف جائے گا یا ان میں سے کسی ایک کو نہ مانے گا اُس کا ایمان قابلِ قبول نہیں اس کو چاہئے کہ زبانی ایمان کے دعوے کو کافی نہ سمجھے بلکہ اپنے ایمان کو اللہ پر اور ان سب چیزوں پر جن کا ذکر ہوا پختہ کرے اور دل سے اللہ کے ہر حکم کو مانے۔

ایمان اور اسلام کی چند نشانیاں

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْاِسْلَامَ صُوْعًا وَ مَنَارًا کَمَنَارِ الطَّرِیْقِ ۝ (المستدرک)

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ ایمان کی بھی ایک چمک اور روشنی ہوتی ہے اور راستوں کے نشانات کی طرح اس کی بھی کچھ نمایاں علامتیں ہیں۔

عرب کی سرزمین ایک چٹیل میدان تھی۔ اس میں کسی علامت کے بغیر راستہ چلنا مشکل تھا۔ اس لئے ان کا دستور تھا کہ راستوں کی شناخت کے لئے وہ جا بجا پتھر نصب کر دیا کرتے تھے۔

اسی دستور کے مطابق حدیث نے اسلام کو ایک میدان اور مومن کو اس کے مسافر سے تشبیہ دی ہے۔ اور یہ سمجھایا ہے کہ اس میدان میں بھی صحیح راستہ پر گامزن رہنا اُسی وقت ممکن ہے جبکہ اس کے نشانات قائم ہوں۔ اگر خدا نہ کردہ یہ نشانات مٹ جائیں تو پھر صحیح راستہ کا پتہ ملنا ہی مشکل ہے اس تعبیر میں یہ تنبیہ کرنی مقصود ہے کہ جس طرح تم دنیا کے عام راستوں کے نشانات کی حفاظت کرتے ہو اُسی طرح تم کو ایمان و اسلام کے اُن احکام کی حفاظت کرنی بھی ضروری ہے جو علامات اور نشانات کی حیثیت رکھتے ہیں۔ (پس) ایک مومن اور مسلمان کے لئے یہ جائے شرم ہے کہ وہ ایمان و اسلام کا دعوے تو کرے مگر اس میں ایمان و اسلام کی ایک علامت بھی نہ پائی جائے۔ (ترجمان السنہ)

پہلی نشانی

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مُعَاوِیَۃَ الْغَاضِرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثٌ مَنْ فَعَلَھُنَّ فَقَدْ طَعِمَ الْاِیْمَانَ مَنْ عَبَدَ اللّٰہَ وَحْدَہٗ بِاَنَّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَاَعْطٰی زَکٰوۃَ مَالِہٖ طَیِّبَۃً بِھَا نَفْسُہٗ فِیْ کُلِّ عَامٍ فَذَکَرَ الْحَدِیْثَ وَفِیْ اٰخِرِہٖ فَمَا تَزْکِیَۃُ الْمَرْءِ نَفْسَہٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اَنْ یَّعْلَمَ اَنَّ اللّٰہَ مَعَہٗ حَیْثُمَا کَانَ۔

(رواہ البزاز فی مسندہ)

ترجمہ: عبداللہ بن معاویہ عامری روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص نے تین کام کر لئے اُس نے ایمان کا ذائقہ چکھ لیا۔ ١۔ اس تصور کے ساتھ خدا کی عبادت کی کہ اس کے سوا معبود اور کوئی نہیں (٢) اور اپنے مال کی زکوٰۃ نہایت فراخدلی اور خوشی کے ساتھ سال بہ سال ادا کی۔ اس کے بعد انہوں نے آپ کی پوری حدیث ذکر کی۔ اور اس کے آخر میں یہ بات بیان کی کہ میں نے پوچھا یا رسول اللہ! یہ تو مال کی زکوٰۃ ادا کرنے کا طریقہ تھا۔ فرمایئے۔ نفس کی زکوٰۃ دینے کا کیا طریقہ ہے؟ فرمایا۔ یہ کہ اس بات کا یقین حاصل ہو جائے کہ انسان جس جگہ بھی ہو اللہ کی ذات پاک اُس کے ساتھ ہوتی ہے۔

دوسری جگہ طبرانی میں ارشادِ نبوی ہے۔

عَنْ عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَفْضَلَ الْاِیْمَانِ اَنْ تَعْلَمَ اَنَّ اللّٰہَ مَعَکَ حَیْثُمَا کُنْتَ۔

(رواہ طبرانی)

ترجمہ: عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ سب سے افضل ایمان یہ ہے کہ تو اس کا یقین رکھے کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک تیرے ساتھ ہے جہاں بھی تو ہو۔

حاصل

ان احادیث مبارکہ کا یہ ہے کہ مومن کو اس بات کا یقینِ کامل ہونا چاہیئے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہر جگہ اور ہر گھڑی حاضر و ناظر ہے۔

برادران عزیز! یاد رکھئے۔ کہ اسلام صرف زبانی اقرار کا نام نہیں، صرف تصدیق کا نام بھی نہیں بلکہ درحقیقت ان سے گزر کر مرتبۂ احسان تک رسائی حاصل کرنے کا نام ہے۔ مرتبۂ احسان شریعت کی زبان میں اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کی ذات پاک کے اُس استحضار کو کہتے ہیں جس میں غیبت و شہادت کا فرق باقی نہ رہے اور حق تعالیٰ شانہٗ کا تصور اس درجہ غالب آ جائے کہ ہمہ وقت یہ محسوس ہونے لگے کہ گویا وہ تمہارے ساتھ ہے اور ہر مقام پر تم اس کی نگرانی میں ہو۔ یہی ایمان و اسلام کا حاصل ہے اور یہی تصوف کا منتہائے مقصود ہے اور اس کیفیت کے حاصل ہو جانے کے بعد انسان ہر قسم کی برائیوں اور نافرمانیوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ — اللہ تعالیٰ ہمیں اس کیفیت احسانی سے اپنے فضل سے نوازے اور ایمان کی یہ نشانی بدرجۂ اتم ودیعت فرمائے۔ آمین

بقیہ ایمان کی نشانیوں کا تذکرہ انشاء اللہ آئندہ صحبت میں عرض کیا جائے گا۔ — وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

بقیہ: مجلسِ ذکر

کو صحیح طور پر سرانجام دے اور اسلام کی، نیکی کے کاموں کی اپنی حیثیت و ہمت کے مطابق اشاعت کرے۔

جن وسائل سے ہم تک اسلام پہنچا ہے اور جس طرح بزرگانِ دین نے ہر دور میں اسلام اور اخلاق کی درستگی کا نظام پہنچایا۔ اسی طرح ہمارا بھی فرض ہے کہ ہم اس پروگرام حیات کو آگے پہنچائیں اور اسلام کی تعلیمات کی اشاعت کے لئے اپنا تن من دھن سب کچھ قربان کر دیں۔ جن جن بزرگانِ دین نے اسلام کی اشاعت، اخلاق کی درستگی اور اللہ اللہ کرنے کا طریقہ سکھلایا۔ اللہ اُن کی قبروں پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے (آمین) ان حضرات کا رہتی دنیا تک نام روشن رہے گا۔ ان کو ہر دور میں عزت کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے اور آئندہ بھی لوگ ان کی عزت ہی کرتے رہیں گے۔ اور درود و سلام بھیجتے رہیں گے اگر ہم اللہ کے دین کی اشاعت کریں گے اخلاق کی درستگی کا نظام لوگوں تک پہنچائیں گے تو آئندہ آنے والی نسلیں ہمارے لئے بھی دعائے خیر کیا کریں گے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ غلط راہ سے بچائے اور خاتمہ ایمان پر فرمائے۔ آمین!

* * *

حضرت مولانا قاضی محمد زاھد الحسینی صاحب کا واہ کینٹ میں

درسِ قرآن

قسط ۲ —— مرتبہ: محمد عثمان غنی بی اے

صحیح حدیث میں آتا ہے۔ بخاری میں ہے۔ ایک عورت تھی جو نبی کریم کی مسجد کی خادمہ تھی۔ پہلی عورتوں کے یہ کام تھے۔ اب ہم نے اور کام شروع کر دیئے اللہ ہماری بچیوں کو بھی توفیق نصیب فرمائے کہ وہ سنبھل جائیں۔ اس وقت عورتوں میں شیطان نے ایسے کارنامے شروع کر دیئے ہیں کہ ان کی زندگی کو برباد کر دیا ہے (مرد بھی شریک ہیں کیونکہ مرد ساتھ ہوتے ہیں تو عورتیں ایسے فعلوں کی مرتکب ہوتی ہیں) یعنی پہلے زمانے میں ہماری بچیوں کو کیا سوجھتا تھا؟ مسجد کو جھاڑو دینا، مسجدوں کے کام کرنے۔ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مسجد کا جو منبر تھا وہ بھی ایک عورت نے بنوا کر بھیجا تھا، جس منبر پہ امام الانبیاءؑ نے پہلا خطبہ پڑھا ہے اس منبر کے بنوانے کی سعادت کسے نصیب ہوئی؟ ایک عورت کو نصیب ہوئی۔ مدرسہ صولتیہ دیکھ کر آئے ہیں ہمارے حاجی صاحبان —— مکہ مکرمہ میں ایک مدرسہ ہے۔ مدرسۂ صولتیہ جس کے بانی ہیں حاجی امداد اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے پادری فنڈر وغیرہ کو شکست دی۔ سلطان عبدالحمید خاں وغیرہ ان کے بڑے مقرب تھے۔ اس وقت وہ جنت المعلیٰ میں حضرت حاجی امداد اللہ نور اللہ مرقدہٗ کے پہلو میں دفن ہیں۔ حضرت حاجی امداد اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ کیرانے ضلع مظفر نگر کے تھے۔ مکہ مکرمہ میں پڑھاتے تھے بچوں کیلئے مدرسہ صولتیہ اس وقت نہ تھا۔ ایک جھونپڑی میں آپ تشریف فرما تھے جرول کے محلے میں اب تو محلہ بن گیا ہے وہاں۔ صولت النساء بیگم کلکتہ کی ایک نواب زادی حج کو گئی اُس زمانے میں، حضرتؒ سے ملی، درخواست کی حضرت میں یہاں پر کچھ بنانا چاہتی ہوں جس سے میرا نام قیامت تک باقی رہے مجھے اجر ملتا رہے۔ فرمایا یہاں زمین خرید دو مدرسہ بنانے کا ارادہ ہے۔ زمین خریدی مدرسہ صولتیہ بن گیا۔ اس وقت آپ اگر حجاز میں تشریف لے جائیں تو آپ کو حجاز کے ہر ادارے میں —— گورنمنٹ کے ادارے میں —— جو فاضل ملیں گے وہ صولتیہ کے فاضل ہوں گے —— علماء، صلحاء وہاں سے پیدا ہوئے۔

تو صولتیہ کس کے نام پہ؟ صولت نساء بیگم کے نام پر صولتیہ بن گیا۔ میں بچیوں سے بھی ذرا خطاب کرنا چاہتا ہوں —— نہر زبیدہ —— جس سے سب حاجی پانی پیتے ہیں غسل کرتے ہیں، نہاتے ہیں دھوتے ہیں۔ مکہ مکرمہ میں، منیٰ میں، عرفات میں نہر زبیدہ کے پانی سے —— یہ نہر کس نے بنائی؟ ہارون الرشید کی بیوی نے بنائی۔ اس کی ہڈیاں بھی گل چکی ہوں گی لیکن قیامت تک زبیدہ کا نام باقی رہے گا۔ یہ ہیں کارنامے خواتین کے۔ یہ نہیں ہے کہ جس اخبار کو اٹھاؤ —— اللہ کی پناہ —— یہ اخبار ہیں یا پاسپورٹوں کے دفتر ہیں؟ کوئی اخبار بھی اٹھاؤ اس میں دیکھو ہماری بچیاں بیٹھی ہیں اور ساتھ وعظ بھی کرتی ہیں کہ سماجی برائیوں سے بچو" —— اور تم کیوں نہیں بچتی ہو؟ وہ سمجھتی ہیں کہ ہم شاید خانے کعبے کو جا رہی ہیں۔ لیکن ہر بچی کا فوٹو اخبار میں —— دو باتیں لکھ دیں ساتھ فوٹو آگیا ——

بچیوں کیا قصور ہے اب تو ہمارے مولویوں کے آتے ہیں —— داڑھی پر کنگھی ملی ہوئی ہے، سر پہ پٹکا باندھا ہوا ہے بالکل اٹینشن ہو کر مولوی صاحب فوٹو کھچواتے ہیں —— کسی زمانے میں ابو الکلام آزاد کا ایک فوٹو شائع ہو گیا تھا —— ان کو پھر معذرت چاہنی پڑی تھی اور کہا تھا کہ میری لاعلمی میں یہ فوٹو شائع ہوا ہے —— اب تو ہم نمائندوں کو کہتے ہیں کہ دیکھنا جس وقت میں یوں ہاتھ ماروں، تم فوراً فوٹو کھینچ لینا پھر اخبار میں آجائے تاکہ پتہ چلے کہ ہم نے کون سا خیبر فتح کر لیا ہے یہ سب فتنے ہیں میرے بھائی —— کہتے ہیں فتنے بہت ہو گئے ہیں، کیسے روکا جائے؟ ٹھیک ہے —— میں پوچھتا ہوں جو بیماری بہت ہو جائے، تو اُسے چھوڑ دو گے؟ ابھی تم نے چیچک کے ٹیکے لگانے شروع کئے تھے کہ ایک ضلعے سے دوسرے ضلعے کو مت کراس کرو جب تک ٹیکہ نہ لگواؤ —— چھوڑ دو نا چیچک بہت ہو جائے تو چھوڑ دیا کرو کیونکہ بہت ہو گئی ہے —— بدنی بیماریوں کا تو یہ فکر ہے کہ جو بیماری متعدی ہے اس پہ فوراً کنٹرول کیا جائے لیکن جو بیماریاں ایمان کو کھا رہی ہیں ان کی طرف کوئی دھیان نہیں ہے۔

تو میں عرض کر رہا تھا کہ ایک عورت کا ذکر بخاری میں ہے کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مسجد کی خادمہ تھی۔ حضورؐ نے دو تین دن اس کو نہ دیکھا تو پوچھا وہ کہاں گئی سیاہ؟ اِمْرَأۃٌ سَوْدَاءُ (ممکن ہے سودا نام ہو یا رنگ سیاہ ہو) لیکن اس سیاہی پہ ہزاروں نور قربان ہوں جس کو محمد رسول اللہ پوچھتے ہوں —— وہ کہاں گئی اِمْرَأۃٌ سَوْدَاءُ؟ عرض کی اللہ کے نبی وہ تو فوت ہو چکی ہے —— فرمایا اچھا؟ پھر؟ —— عرض کیا حضورؐ رات کو وصال ہوا تو ہم نے رات کو ہی دفن کر دیا —— مجھے کیوں نہیں بتایا؟" —— عرض کی اللہ کے نبی ہم نے جناب کے آرام کا خیال کیا اس لئے ہم نے خود ہی جنازہ پڑھا اور دفن کر دیا۔ فرمایا دُلُّوْنِیْ عَلٰی قَبْرِھَا —— بخاری کو دیکھو —— بخاری تھی تو پڑھنے نہیں دیتے کہ بخاری پڑھنے سے مسلمان، مسلمان بن جاتا ہے —— دُلُّوْنِیْ عَلٰی قَبْرِھَا —— مجھے بتاؤ اس کی قبر کہاں ہے؟ کون تلاش کر رہا ہے قبر؟ —— جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ امام الانبیاءؑ وہاں پہنچے ہیں قبر پر، دعا کرتے ہیں اور ساتھ ہی یہ فرماتے ہیں کہ یہ قبریں اندھیروں سے پُر ہوتی ہیں، میری دعا کی برکت سے رب العلمین ان میں روشنی پیدا کر دیتے ہیں۔ اس لئے مشکوٰۃ کی حدیث ہے (اور یہ حدیث صحیح ہے) کہ میت سے قبر میں تین سوال ہوتے ہیں (۱) مَنْ رَّبُّکَ تیرا رب کون تھا؟ کون تجھے پالتا تھا؟ (۲) مَا دِیْنُکَ —— تیرا دین کیا تھا؟

(۳) مَاکُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ حَقِّ ھٰذَا الرَّجُلِ ۔ اس انسان کے متعلق تو کیا کہا کرتا تھا؟ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق تیرا کیا عقیدہ تھا؟ —— اگر اس نے کہہ دیا کہ رَبِّیَ اللّٰہُ ۔ میرا رب اللہ ہے ۔ دِیْنِیَ الْاِسْلَامُ ۔ میرا دین اسلام ہے —— اور یہ رَجُل جو تم سمجھتے ہو یہ میرا محبوبِ خدا، سیّدِ عالم سرتاج الانبیاء والمرسلین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں، تو اس کی نجات ہے ۔ قبر منوّر ہوئی کہ نہ ہوئی ان کے ذکر سے ؟

بہرحال میرے دوستو اور میرے بھائیو بات کہاں سے چلی میں عرض یہ کر رہا تھا کہ آج کل ہماری قبریں بھی ہمارے لئے ایک ایسی قسم کا باعث بن گئیں اور حضورؐ نے ارشاد فرمایا بات وہاں تک پہنچ گئی الحمدللہ کہ جب تم قبروں پر جاؤ تو تین دفعہ سورت اخلاص پڑھو —— تین دفعہ سورت اخلاص پڑھنے سے میّت کو پورے قرآن کا ثواب مل جائے گا ۔ ہم اب جانتے ہیں گیڈے ملتے رہتے ہیں کوچے بنتے رہتے ہیں —— صدقے جاواں صدقے ہو داں اس ناں توں —— میّت کو کچھ بھی فائدہ نہیں —— نہ اس کو فائدہ نہ اُس کو فائدہ —— دونوں کو کوئی فائدہ نہیں ہے —— اگر وہ نیک ہے تو درجے بلند ہو جائیں گے ۔ اگر نعوذ باللہ عذاب میں پھنسا ہے تو اس کی مغفرت ہو جائے گی ۔ تمہاری ان باتوں سے میّت کو کیا فائدہ ہے بھائی؟ اگر ہم نے باہر مٹھائی تقسیم کر دی، جلیبیاں کھالیں تو میّت کو کیا فائدہ ہوا، وہ تو عذاب میں پھنسا ہوا ہے ۔ اس کی بخشش کے لئے میرے دوست صدقہ بھی مفید ہے، قرآن کی تلاوت بھی مفید ہے، امام الانبیاءؐ پر درود بھی مفید ہے ۔

تو بات یہ عرض کر رہا تھا کہ ہمارے علماءِ کرام نے سورت اخلاص کو تجویز فرمایا نماز میں پڑھنے کے لئے تاکہ بندے کے ذہن میں توحید حاضر رہے —— تو میں نے بھی ان آئیتوں کی آج پھر تلاوت کی کہ آجکل ایک بہت بڑا فتنہ کھڑا ہو چکا ہے مسلمانوں میں بے دینی پھیلانے کا اور اس فتنے نے لیبل لگا رکھا ہے دین کا —— پھیلا رہے ہیں بے دینی —— اور وہ بے دینی پر دین کا لیبل اس طریقے پر لگایا ہے کہ بڑے بڑے دیندار بیچارے بھی نہیں سمجھ سکتے ۔

طحاوی کی حدیث ہے ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ صحابہ کرام تشریف فرما تھے ۔ علی المرتضیٰؓ بھی تشریف فرما تھے فرمایا کہ میری امت میں سے ایک ایسا انسان بھی ہو گا یُقَاتِلُ عَلٰی تَاْوِیْلِ الْقُرْاٰنِ (او کما قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) جو قرآن کی تاویل پر لڑائی کرے گا، جہاد کرے گا ۔ علی المرتضیٰؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون ہو گا؟ فرمایا وہ تو ہے جو لوگوں کے ساتھ جہاد کرے گا قرآن کی تاویل پر —— اس کی تشریح پھر یوں ہوئی، اس کا انکشاف پھر یوں ہوا، حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کا زمانۂ خلافت ہے، خوارج کا ظہور ہوا، خوارج نے کیا کہا؟ اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ ۔ کہ حکم صرف اللہ ہی کا چلتا ہے، اور کسی کا نہیں چلتا یہ قرآن میں آتا ہے اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ ط حکم صرف کس کا چلتا ہے؟ اللہ کا —— اس زمانے میں حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ اور حضرت امیر معاویہؓ کے درمیان صلح ہو چکی تھی ۔ خوارج نے ان دونوں اور عبداللہ بن زبیر، ان تینوں صحابہ کو مٹانا چاہا تھا اس نعرے کے ساتھ اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ ط انہوں نے آپس میں صلح کر لی خدا کے حکم کو چھوڑ کر حالانکہ صلح بھی تو خدا کا حکم ہے اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْکُمْ ۔ قرآن میں نہیں آتا؟ کہ مومن سب آپس میں بھائی بھائی ہیں ۔ اگر بھائیوں کا آپس میں جھگڑا پڑ جائے تو ان کے درمیان صلح کرا دیا کرو ۔ صلح بھی اللہ کا حکم ہے ۔ لیکن ان خوارج نے یہ نعرہ بلند کیا اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ ط حکم صرف اللہ کا ہی چلتا ہے یعنی قرآن کی آیت کی غلط تفسیر کی اور اس کا مجرم کسے قرار دیا؟ مَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْکٰفِرُوْنَ ط مَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ ط مَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ ط حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کو اور حضرت معاویہؓ کو —— حضرت معاویہؓ کی جان تو بچ گئی اللہ تعالیٰ کو یوں منظور تھا اور عبدالرحمٰن ابن ملجم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کو شہید کر دیا حضرت علیؓ کو کس نے شہید کیا؟ عبدالرحمٰن ابن ملجم نے —— اب دیکھئے عبدالرحمٰن نام ہے —— شہید کس کو کیا؟ شیر خدا اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب کو —— اور شہید کس نعرے کے نیچے کیا؟ اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ ط

تو یہ فتنے جو ہیں میرے دوستو بھائیو، دینی فتنے —— یہ مسلمان کے لئے بہت زیادہ مہلک ہیں ۔ بہت زیادہ خطرناک ہیں —— اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو ان فتنوں سے بچائے ۔ اللہ سب بھائیوں کو بچائے —— تو یہ دکھ میرے بھائی فتنوں کا ہے، دینی فتنوں کا دکھ ہے بڑے میٹھے طریقے پر مسلمانوں کو دین سے بھگا رہے ہیں، دین سے نکال رہے ہیں، اس لئے میں نے اس آیت کو پھر آج پڑھا اور اسی میں تشریح عرض کر رہا ہوں ۔

فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ زَیْغٌ ۔ لیکن وہ لوگ جن کے دلوں میں ٹیڑھ ہے —— زیغ کہتے ہیں پھری ہوئی چیز کو —— فِیْ قُلُوْبِھِمْ سبحان اللہ —— جن کے دلوں میں ٹیڑھ ہے —— جسم میں نہیں ہے، ہاتھوں میں نہیں ہے، زبان میں نہیں ہے —— فِیْ قُلُوْبِھِمْ زَیْغٌ —— دلوں میں ٹیڑھ ہے —— دل یہ چاہتے ہیں کہ جو یہ اسلامی قدریں ہیں یہ سٹ جائیں —— دل یہ چاہتا ہے کہ بخاری ختم ہو جائے —— دل چاہتا ہے کہ مسلم مٹ جائے —— دل چاہتا ہے کہ ترمذی اور ابوداؤد مٹ جائیں، دل چاہتا ہے کہ نہ کوئی اولیاء اللہ کا نام لے نہ کوئی صحابہ کا نام لے نہ کوئی تابعین کا نام لے، نہ نماز پر گرفت ہو، نہ روزے پر گرفت ہو، نہ حج کے لئے ضرورت ہو، نہ زکوٰۃ کی ضرورت ہو، نہ شراب پر گرفت ہو، نہ سود پر گرفت ہو —— فِیْ قُلُوْبِھِمْ زَیْغٌ —— دلوں میں زیغ ہے —— کہتے ہیں کہ کسی کے خلاف نہ بولا کرو —— اچھا بھائی کس کے حق بولیں؟ میرے دوست میرے بھائی، آپ تو خیر نیک لوگ ہیں، ہم میں اتنے گناہ ہو گئے ہیں کہ کوئی بات کرو وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے متعلق ہو رہی ہے بھائی اگر زنا کے متعلق بولا جائے تو زانی بھائی خفا ہوتے ہیں کہ یہ کیا مولوی صاحب آپ نے سلسلہ چھیڑ دیا؟ چھوڑو جی شراب کے بارے میں بولا جائے تو شرابی بھائی خفا ہوتے ہیں کہ یہ تم نے کیا بات

شروع کر دی۔ فوٹو کے خلاف بولا جائے تو یہ نوجوان بچے بچیاں خفا ہوتے ہیں کہ مولوی صاحب یہ کیا آپ کرتے رہتے ہیں اور اگر ٹرانسسٹر شریف، ریڈیو شریف کے خلاف بولا جائے تو ہمارے بھائی خفا ہوتے ہیں کہ بھائی یہ گانا بجانا تو ہم نے شغل بنا رکھا ہے، سُود کے خلاف بولا جائے تو سود کھانے والے خفا ہوتے ہیں۔ بے نماز کے خلاف بولا جائے تو بے نمازی خفا ہیں۔ روزے کھانے والوں کے خلاف بولیں تو وہ خفا ——— تو بابا بولیں کس کے متعلق؟ یہ تو بتائیے ——— کس کے متعلق بولا جائے؟ قرآن کس کے لئے ہدایت ہے؟ قرآن تو کہتا ہے یہ ہے هُدًى لِّلنَّاسِ جس کے متعلق بولیں وہ خفا ہوتا ہے تو بتائیے بھائی پھر کس کے متعلق بولا جائے ——— میرے دوست، میرے بھائی! قرآن مجید ہدایت ہے، اپنی بیماریوں کا حل اس میں تلاش کیجئے اور کبھی اس بات سے ناراض نہ ہوں کہ قرآن ہماری تنقید کر رہا ہے۔ یہ قرآن ہماری تنقید نہیں کر رہا، ہمارے علاج کر رہا ہے ——— قرآن نے ان لوگوں کو رب العالمین کا قرب نصیب کیا جو اللہ تعالیٰ سے بہت کافی دور تھے وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ط اللہ نے رحمت بنا کر بھیجا قرآن کو۔ اللہ مجھے اور آپ کو عمل کی توفیق عطا فرمائے

تو فرمایا فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ وہ لوگ جن کے دل پھرے ہوئے ہیں، دلوں میں ٹیڑھ ہے فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ پس وہ پیچھے لگ جاتے ہیں ان آیتوں کے جو متشابہ ہیں قرآن کی آیتیں ان کی تفسیریں شروع کر دیتے ہیں ——— اور یہ کیوں کرتے ہیں؟ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ فتنے کو تلاش کرنے کے لئے وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ اور اس کا غلط حل تلاش کرنے کے لئے ——— تاویلیں وہ نہیں جانتے۔ کچھ ایسے الفاظ بھی ہیں جن کی تاویلیں صرف اللہ جانتے ہیں ——— اور یہ کیوں ایسا کرتے ہیں؟ تاکہ قوم میں اور لوگوں میں فتنہ پیدا ہو جائے، لوگ آپس میں لڑنے لگ جائیں، لوگوں میں شر و فساد پیدا ہو جائے، امتِ محمدیہ میں انتشار پیدا ہو جائے، وہ جو وحدت ہے وہ مٹ جائے۔

وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ۔ حالانکہ متشابہات کی تاویل ("تاویل" سے مراد یہاں پر "صحیح علم") حالانکہ متشابہات کی تاویل، متشابہات کا صحیح علم إِلَّا اللَّهُ صرف اللہ ہی جانتا ہے اور کوئی نہیں جانتا۔ اور یہ بات ٹھیک ہے۔ ہر بات کو اللہ ہی جانتا ہے۔ میں اور آپ کیا جانتے ہیں؟ دنیا کیا جانتی ہے؟ بھائی کوئی جاننے والا ہے دنیا میں اس وقت؟ کوئی بھی نہیں ——— وَمَا أُوتِيتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا ط فرمایا۔ تمہارا علم تو بہت ہی تھوڑا ہے ——— قلیل ——— قلیل پر پھر تنوین لِلتَّقْلِيل ——— إِلَّا قَلِيلًا ط قلیل کا معنیٰ بھی "تھوڑا" اور قَلِيلًا ——— بہت ہی تھوڑا تم جانتے ہو ——— تمہیں تو یہ بھی نہیں پتہ۔ تم تو اقوام عالم کے دورے پر ہو گے اور تمہیں صدارت سے معزول کر دیا جائے گا۔ تمہیں کیا پتہ ہے؟ وہ انکرومہ گھانا کا صدر ڈاکٹر انکرومہ ——— اس بچارے کو تو معزول ہی کر دیا۔ وہ یہاں مہمانیاں کھاتا رہا۔ وَمَا أُوتِيتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا ط انسان کا علم کیا ہے؟ کیا جانتے ہیں ہم؟ کچھ بھی نہیں جانتے ——— ٹوکیو کی خلیج کے قریب ہوائی جہاز پہنچتا ہے آپ پڑھے لکھے دوست ہیں اخباروں میں آپ دیکھتے ہی رہتے ہیں۔ یہ سب میری آپ کی بصیرت کو کھولنے کے لئے ہو رہا ہے کہ تم فضاؤں کو ناپتے ہو ہم تمہیں یہیں ختم کرنے کے لئے تیار ہیں۔ تمہارا کیا علم ہے؟ ٹوکیو کی خلیج کے قریب ہوائی جہاز پہنچتا ہے ——— تو اخباروں میں تھا کہ چھ منٹ دیر تھی فقط، ہوائی اڈے پر اترنے میں فقط چھ منٹ باقی تھے لیکن علم نہیں تھا کہ کیا ہونے والا ہے فَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ ط وَمَا أُوتِيتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا ط چھ منٹ پہلے اُس ہوائی جہاز کو خلیج ٹوکیو میں غرق کر دیا ——— ۱۳۳ آدمی تھے سارے کے سارے میرا خیال ہے ختم ہو گئے ——— کہاں گئے ان کے ٹرانسسٹر کے آلے؟ اور موسمی آلات ——— اور وہ غبارے کہاں گئے؟ یہ چاند پر پہنچتے ہیں۔ ابھی تو بھائی زمین پر بھی ہمیں چلنا نہیں آتا چاند پر پہنچنا تو بجائے خود رہا ——— انسان کا علم؟ کچھ بھی نہیں ——— انسان کیا جانتا ہے؟ انسان تو ظَلُومًا جَهُولًا ط ہے قرآن کی اصطلاح میں ——— اس لئے فرمایا۔ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ

اور نہیں جانتا ان کا صحیح علم مگر صرف اللہ تعالیٰ۔

آگے فرمایا وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ اور جو لوگ علم میں پکے ہیں وہ کیا کرتے ہیں؟ جو قرآن جانتے ہیں علوم القرآن جانتے ہیں، حدیث جانتے ہیں تفسیر جانتے ہیں، انور شاہ نام رکھاتے ہیں، محمد قاسم نانوتوی نام رکھاتے ہیں، احمد علی لاہوری نام رکھاتے ہیں، اشرف علی تھانوی نام رکھاتے ہیں۔ وہ کیا کہتے ہیں؟ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ۔ وہ کہتے ہیں ہم تو ایمان لائے اس پر ——— بس ——— ہم مانتے ہیں کہ یہ خدا کا کلام ہے ——— باقی اس کا مطلب کیا ہے؟ یہ وہ جانے جس نے نازل کیا یا وہ جانے جس پر نازل ہوا۔ ہم اس کے مکلف نہیں ہیں آمَنَّا بِهِ۔ ہم تو ایمان لائے اس پہ ——— بس ——— اس سے آگے نہیں بڑھتے

ہم جو چند باتیں پڑھ لیتے ہیں مثلاً غُنیہ پڑھ لی، قدوری پڑھ لی۔ پھر سمجھتے ہیں کہ ہیں تو تمام علوم پر حاوی ہوں۔ حالانکہ ہمارے اکابر کو دیکھئے ——— میں نے پہلے بھی کئی مرتبہ عرض کیا ہے کہ ہم سب کے خادم ہیں۔ سب بزرگ اچھے ہیں لیکن جن بزرگوں کو ہم نے دیکھا ہے ہم تو انہی کی باتیں کریں گے جن کے ساتھ ہمارا لگاؤ ہے جن کے گھر میں ہم نے اپنی آنکھیں کھولیں، جن کے مکتبوں میں، جن کی گودوں میں۔ ہم تو اُنہی کی باتیں کرینگے۔ یعنی حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات چھپے ہوئے ہیں، اُن کی کتابیں چھپی ہوئی ہیں، رسالے چھپے ہوتے ہیں۔ لیکن دیکھئے ان کے نام کے آخر میں کیا لکھا ہوا ہوتا ہے؟ ——— "ہیچ مدان محمد قاسم" ——— کچھ بھی نہیں جاننے والا محمد قاسم ——— اور جانتا وہ کچھ کہ دنیا میں ایسا مشعلِ علم قائم کیا۔ کہ قیامت تک انشاء اللہ وہ دنیا کو نور سے منور کرتا رہے گا ——— اور شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ ——— جنہوں نے انگریزوں کی بنیادیں ہلا دی تھیں، جن کے نام سے انگریز کانپتا ہے ——— دیکھئے، کیا لکھتے تھے؟ "بندہ محمود" ——— اور شیخ العرب والعجم جن پر ہماری جانیں بھی نثار ہوں (اللہ تعالیٰ قبول فرمالے تو) مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ اپنے نام کے ساتھ کیا لکھتے تھے؟ ——— "ننگِ اسلاف حسین احمد"

ایم عبدالرحمٰن لودھیانوی، شیخوپورہ

سودی کاروبار ایک بڑی لعنت ہے

دنیا کی زندگی کا نظام امراء و غرباء ہی مل کر چلا سکتے ہیں۔ نہ غربت کسی کے لئے دوامی ہے اور نہ امیری کا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اجارہ دار ہے۔ بعض لوگوں کے پاس ضرورت سے زیادہ دولت ہے اور بعض کو ضروری حاجات کے لئے بھی میسّر نہیں۔ باوجودیکہ وہ شب و روز محنت و مشقت کرتے ہیں۔ امیر و غریب اللہ ہی کی مخلوق ہیں۔ اس لئے وہ پسند نہیں کرتا کہ امیر غریبوں کا گلا گھونٹ دیں۔ اور ان کی زندگی وبالِ جان بن جائے کوئی سلیم الفطرت انسان ایسی بے رحمی روا نہیں رکھتا کہ ایک غریب اور مجبور کسی دولت مند کے پاس اپنی حاجت روائی کے لئے جائے اور وہ زکوٰۃ دینا تو درکنار، مگر یہ ارادہ کرلے کہ اس کو کچھ رقم قرض دے کر اور اس پر سود کا اضافہ کر کے اُس غریب کی ساری جائداد ہی چھین لے۔ اس لئے سود کا عام رواج پا جانا بنی نوعِ انسان کی بھلائی اور بہبودی کے منافی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تورات میں بھی سُود کی ممانعت موجود ہے اور عیسیٰؑ نے بھی سُود لینے کا حکم نہیں دیا۔

اجتماعی حیثیت سے کسی قوم یا ملک میں سود کا رواج پا جانا بے حد ضرر رساں ہے۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ سرمایہ داری فروغ پائے اور غرباء کی جماعت بڑھے۔ اور اس کی خودداری مفقود ہو کر اخلاقِ رذیلہ پیدا ہوں۔ اور جب قوم میں اس قسم کے آدمیوں کی کثرت ہو جائے گی تو اس کا یہ مطلب ہو گا کہ سود خور سرمایہ دار قوم بحیثیتِ اجتماعی کمزور ہو کر بالآخر کسی بلند اخلاق قوم سے مغلوب ہو گی۔ قومیں اخلاق کی بلندی و پستی ہی سے فاتح و مفتوح ہوا کرتی ہیں۔ سود قوموں کو گھُن کی طرح کھا جاتا ہے۔ وہ سرمایہ دار جو چند یوم پہلے نشۂ دولت میں سرشار تھے دوسری قوموں کے ہاتھوں ذلیل ہو جاتے ہیں۔

سُود کی تعریف

سونا، چاندی، گیہوں، جو، کھجور، نمک اور دیگر اجناس و اشیاء جو ماپ تول کر لی اور دی جاتی ہیں ان کا جب لین دین ایک دوسرے شخص سے کیا جائے تو ہم جنس کے برابر سرابر ہونا چاہیئے زائد ہو تو وہ سُود ہے۔ یہ لین دین خواہ دست بدست ہو یا کسی میعادِ مقررہ کے لئے ہو۔

اللہ تعالیٰ جو اس دنیا کا حقیقی مالک ہے وہ رب العالمین ہے۔ وہ کب پسند کرتا ہے۔ کہ انسان انسانوں کا قافیہ تنگ کر دیں؟ اس لئے اس نے اپنی مخلوق کو حکم دیا ہے کہ سود کا رواج دنیا سے مِٹا دیں۔ عملی طور پر سود کے رواج کو مٹانا سلطنتوں اور حکومتوں کے اختیار میں ہے جب تک حکومتیں عام پبلک کے ساتھ تعاون نہ کریں تب تک اس اخلاق سوز رواج کا قلع قمع نہیں ہو سکتا مگر غیر مسلم قومیں بھی اگر قرآن مجید کے اس حکم ممانعتِ سود کے آگے سرِ تسلیم خم کر دیں تو چشم ما روشن دلِ ما شاد، اس طرح دنیا انسانوں کے لئے امن کا گہوارہ بن جائے۔ مگر ہم دیکھ رہے ہیں کہ دنیا کی مختلف قومیں ایک دوسرے کا خون پینا اپنی قومی حیات کے لئے ضروری تصوّر کرتی ہیں یہی وجہ ہے کہ دنیا میں وقتاً فوقتاً جنگ کے شعلے بھڑکتے رہتے ہیں۔ اب مسلمان کو اس ضمن میں سوچنا ضروری ہے کہ وہ کون سا طرزِ عمل اختیار کرے؟

بنی نوعِ انسان کی موٹی تقسیم یہ ہے۔ کہ وہ دو گروہوں میں منقسم ہیں۔ ایک قرآن مجید کو اللہ کی کتاب اور اللہ کا کلام تسلیم کرنے والا اور دوسرا اس کا انکار کرنے والا۔ یا یوں کہو ایک فرمانبردار، دوسرا نافرمان، ایک مسلم (تابعدار) اور دوسرا غیر مسلم یا بالفاظ دیگر ایک اسلام کا پابند اور دوسرا اسلام سے منحرف ——— لہٰذا علمائے اسلام جن کو رَاسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یعنی علم میں پختہ کہا جاتا ہے انہوں نے یہ تشریح فرمائی ہے کہ دنیا میں بعض ایسے ممالک ہیں جہاں اسلامی حکومت ہے یعنی وہاں قرآن مجید کے احکام جاری ہیں ان کو دارالسلام کہتے ہیں۔ اور بعض ایسے ممالک ہیں جہاں قرآن مجید کے منکرین کی حکومت ہے۔ ان ممالک کو دارالحرب کہتے ہیں وہاں چونکہ مسلمانوں کی حکومت نہیں ہے۔ اس لئے قرآن مجید کے احکام وہاں نافذ نہیں ہیں۔ جہاں جہاں مسلمانوں کی حکومت ہے۔ وہاں نہ تو مسلمان خود سُود لیں اور نہ اپنی ماتحت رعایا میں سود کا لین دین جاری ہونے دیں۔ مگر جہاں کہیں مسلمان کسی غیر اسلامی حکومت کے ماتحت بطور رعایا کے رہتے ہیں وہاں سود کا لین دین بے دغدغہ ہوتا ہے۔ کیونکہ وہاں عیسائی، یہودی، ہندو، سکھ اور دیگر قومیں جو سود کا لین دین کرتی ہیں سکونت پذیر ہیں۔ ایسے ممالک میں اگر مسلمان غیر مسلموں کو سود دیتے ہیں اور خود ان سے نہ لیں۔ تو مسلمانوں کی اقتصادی و مالی حالت تباہی تک پہنچ جانا یقینی ہے۔ لہٰذا علماء کا یہی فیصلہ ہے کہ مسلمان ایسے ممالک میں جو کچھ غیر مسلموں سے لیں گے اس پر سود کے لفظ کا اطلاق نہیں کیا جائے گا اور نہ اُسے سود تصوّر کیا جائے گا۔ ایسے ممالک میں قرضہ کے لین دین کے معاملات میں مسلمانوں کو صرف اسی معاہدہ کا پابند ہونا چاہیئے جو وہ غیر مسلموں سے کر لیں۔ یعنی جو شرائط طے کر لیں ان کی پابندی کرنی چاہیئے۔

بیَع اور رِبٰو (سود) میں فرق

بیَع اور ربٰو میں بڑا فرق ہے کیونکہ بیَع کو اللہ تعالےٰ نے حلال کیا ہے اور سُود کو حرام۔ بیَع میں جو نفع ہوتا ہے وہ مال کے مقابلہ میں ہوتا ہے۔ جیسا کسی نے ایک درہم کی قیمت کا کپڑا دو درہم کو فروخت کر دیا۔ اور سود وہ ہوتا ہے جس میں نفع بلا عوض ہو جیسے ایک درہم سے دو درہم خرید لے۔ اوّل صورت میں چونکہ کپڑا اور درہم دو جُدی جُدی قسم کی چیزیں ہیں اور نفع و غرض ہر ایک کی دوسرے سے علیحدہ ہے۔ اس لئے ان میں فی نفسہٖ موازنہ اور مساوات غیر ممکن ہے۔ بضرورت، خرید و فروخت موازنہ کرنے کی کوئی صورت اپنی اپنی ضرورت اور حاجت کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتی اور ضرورت اور رغبت ہر ایک کی از حد مختلف ہوتی ہے۔ کسی کو ایک درہم کی اتنی حاجت ہوتی ہے کہ دس روپے کی قیمت کے کپڑے کی بھی اُس قدر نہیں ہوتی۔ اور کسی کو ایک کپڑے کی جو کہ بازار میں ایک درہم کا شمار ہوتا ہے اتنی حاجت ہو سکتی ہے کہ دس درہم کی بھی اتنی ضرورت اور رغبت نہیں ہوتی تو اب ایک کپڑے کو

ایک درہم میں کوئی خریدے گا تو اُس میں سود یعنی نفع خالی عن العوض نہیں اور اگر بالفرض اُسی کپڑے کو ایک ہزار درہم کو خریدیگا تو سود نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ فی حد ذاتہٖ تو ان میں موازنہ اور مساوات ہو ہی نہیں سکتی۔ اس کے لئے اگر پیمانہ ہو تو اپنی اپنی رغبت اور ضرورت، اور اس میں اتنا تفاوت ہے کہ خدا کی پناہ، تو سود متعین ہو تو کیونکر ہو؟ اور ایک درہم کو دو درہم کے عوض فروخت کرے گا تو یہاں فی نفسہٖ مساوات ہو سکتی ہے۔ جس کے باعث ایک درہم ایک درہم کے مقابلہ میں معین ہوگا۔ اور دوسرا خالی عن العوض ہو کر سود ہوگا اور شرعاً یہ معاملہ حرام ہوگا۔

قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ؕ وَاَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ (پ ۳ ۔ ع ۶)

ترجمہ: انہوں نے کہا۔ سوداگری بھی تو ایسی ہی ہے جیسے سود لینا۔ حالانکہ اللہ نے سوداگری کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا۔

حرمت کے بعد بھی اگر سود لینے سے کوئی باز نہ آیا بلکہ برابر سود لئے گیا تو وہ دوزخی ہے اور خدا تعالیٰ کے حکم کے سامنے اپنی عقلی دلیلوں کو پیش کرنے کی سزا وہی ہے جو فرمائی۔

اللہ سود کے مال کو مٹاتا ہے یعنی اس میں برکت نہیں ہوتی بلکہ اصل مال بھی ضائع ہو جاتا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ سود کا مال کتنا ہی بڑھ جائے انجام اس کا افلاس ہے اور خیرات کے مال کو بڑھانے سے یہ مطلب ہے کہ اس مال میں زیادتی ہوتی ہے اور اللہ برکت دیتا ہے اور ثواب بڑھایا جاتا ہے۔

سود لینے والے نے مالدار ہو کر اتنا بھی نہ کیا کہ محتاج کو قرض ہی بلا سود دے دیتا۔ چاہئے تو یہ تھا کہ خیرات کے طور پر حاجت مند کو دیتا۔ ثواب اس سے زیادہ اللہ کی نعمت کی ناشکری کیا ہوگی؟

ممانعت سے پہلے جو سود لے چکے سو لے چکے۔ لیکن ممانعت کے بعد سود کی رقم ہرگز نہ مانگو۔ جب سود کی ممانعت آگئی اور اس کا لینا دینا موقوف ہو گیا تو اب مدیون مفلس کو تنگ نہ کرو بلکہ اس کو مہلت دو۔ اور اگر توفیق ہو تو بخش دو۔

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْکُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً وَّاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۱۵ الخ (پ ۴ ع ۵)

ترجمہ: اے ایمان والو! سود دُونے پر دُونا مت کھاؤ۔ اور اللہ سے ڈرو تاکہ تمہارا بھلا ہو۔ اور اس آگ سے بچو جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔

یعنی سود کھانے میں تمہارا بھلا نہیں بلکہ تمہارا بھلا اس بات میں ہے کہ خدا سے ڈر کر سود کھانا چھوڑ دو۔ سود کھانے والا دوزخ میں جاتا ہے۔ جو دراصل کافروں کے واسطے بنائی گئی ہے۔

جو شخص سود لینا نہ چھوڑے گا اُسے اللہ سے اور اس کے رسولؐ سے کے ساتھ لڑنے کے لئے تیار ہو جانا چاہئے۔

سود کھانے والے قیامت کو قبروں سے ایسے اٹھیں گے جیسے آسیب زدہ اور مجنون، اور یہ حالت اس واسطے ہوگی کہ انہوں نے حلال اور حرام کو یکساں کر دیا۔ اور صرف اس وجہ سے کہ دونوں میں نفع مقصود ہوتا ہے۔ دونوں کو حلال کر دیا۔ حالانکہ بیع اور سود میں بڑا فرق ہے۔

سود کے حرام کرنے میں بڑی مصلحتیں ہیں:

۱۔ یہ کہ امیر لوگ غریبوں سے سلوک کریں۔ ان کو قرض بلا سود دیں۔ اور وقت پر ان کی امداد کریں۔ مسلمانوں کا شیوہ یہی ہے کہ قرض حسنہ دیں اور پھر اپنا اصل روپیہ واپس لے لیں۔

اگر نفع کمانا مقصود ہو تو تجارت اور سوداگری کریں۔

۲۔ مال و دولت سے اتنی محبت نہ رکھیں کہ یادِ الٰہی سے غافل ہو جائیں۔ سود خور رات دن ننانوے کے پھیر میں رہتا ہے۔ اس کو دنیا کی محبت بہت سخت ہے۔ حُبُّ الدُّنْیَا رَاْسُ کُلِّ خَطِیْئَةٍ۔

۳۔ محنت اور مشقت کی عادت ڈالیں۔ سوداگری کر کے مال کمائیں۔ سود خور کاہل اور مجہول ہو جاتے ہیں۔

زمانہ جاہلیت میں بنی ثقیف والے بنی نضیر کو ایک مدت مقررہ کے اندر ادا کرنے کی شرط پر کچھ سودی روپیہ قرض دیتے تھے اور ادا نہ ہونے پر سود کو اصل رقم میں ملا کر سب پر سود لگاتے تھے اور اس طرح کچھ زمانہ سود در سود اور بالائے سود ہو کر تمام جائداد اور مال و اسباب قرض میں خورد برد ہو کر قرضخواہ کی ملک میں آجاتا تھا۔ اس وقت خدا تعالیٰ نے خصوصیت کے ساتھ سود در سود کی ممانعت میں آیت نازل فرمائی۔

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْکُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ؕ

مسلمانو! اگرچہ تمہیں سود لینا مطلقاً حرام ہے مگر خصوصیت کے ساتھ سود در سود سے پرہیز رکھو اور سود خوری چھوڑ دو۔ یہ خیال نہ کرو کہ سود خوری ترک کرنے سے مالی نقصان اٹھانا پڑے گا۔ مالی نقصان نہ ہوگا بلکہ دنیا میں بھی فلاح و کامیابی ہوگی اور دین میں بھی سعادت نصیب ہوگی۔ نقصان نہ ہوگا۔

برادرانِ اسلام! نوع انسان کی بدبختی کا سب سے بُرا دن وہ تھا جس دن یہاں سود کا رواج ہوا۔ آج دنیا میں جس قدر بھی مقدمہ بازی ہے، امیر اور غریب کے جھگڑے ہیں، انسان انسان میں نفرت ہے قوموں اور ملکوں میں جنگ و جدل ہے۔ حرص طمع اور زرپرستی کے فساد ہیں، فاقہ کشی اور عیاشی کے ہتھکنڈے ہیں، مزدوروں، کسانوں اور دستکاروں کی بدحالی ہے۔ تجارتی مقدمے اور جھگڑے ہیں۔ ان سب کی جڑ سود کا رواج ہے۔

آپ یقین کیجئے کہ سود خوروں کی حالت دنیا میں بھی شیطان زدہ دیوانوں کی سی ہوگی۔ (قرآن سورۃ بقرہ) اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ؕ جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ کھڑے نہیں ہو سکیں گے مگر اس آدمی کا کھڑا ہونا جس کو شیطان نے چھو کر دیوانہ کر دیا ہو۔

شرک کے بعد کسی دوسرے گناہ کی اتنی مذمت نہیں ہے جتنی کہ سود کی —— اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اے ایمان والو! خدا کا خوف کرو۔ بقایا سود چھوڑ دو اور اگر ایسا نہیں کرتے تو اللہ اور اس کے رسولؐ سے جنگ کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ سود دینے والے، سود لینے والے، کاغذات لکھنے والے اور گواہیاں ثبت کرنے والے سب لعنتی ہیں اور قیامت کے روز وہ لوگ قطعی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش سے محروم رہیں گے۔

ارشاداتِ نبویؐ

۱۔ حضرت جابرؓ نے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے کھلانے والے اور اس کی رسید لکھنے والے اور اس کی گواہی دینے والے پر لعنت

فرمائی ہے۔

۲۔ حضرت ابوہریرہ رضؓ کہتے ہیں کہ نبیؐ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک زمانہ لوگوں پر ایسا آنے والا ہے جب کہ کوئی شخص سود کھانے سے نہ بچے گا اور اگر کھائے گا نہیں تو اس کا دھوآں تو ضرور پہنچے گا۔

۳۔ حضرت اُسامہ بن زید رضؓ کہتے ہیں۔ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میعادی بیع میں سود ہوا کرتا ہے۔ اور دست بدست میں بشرط مساوات کوئی مضائقہ نہیں۔

۴۔ حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضؓ کہتے ہیں۔ جو شخص جان بوجھ کر سود کا روپیہ کھاتا ہے وہ ۳۶ دفعہ زنا کے برابر ہے۔

۵۔ حضرت ابوہریرہ رضؓ کہتے ہیں کہ نبیؐ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سود کے ستر حصے ہیں ان میں سے ادنیٰ حصہ یہ ہے کہ آدمی اپنی ماں سے زنا کرے۔

۶۔ حضرت ابوہریرہ رضؓ کہتے ہیں۔ نبیؐ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ معراج کی شب میں نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ ان کے پیٹ بہت بڑے بڑے تھے۔ ان میں سانپ بھرے ہوئے تھے جو باہر سے صاف معلوم ہوتے تھے۔ میں نے حضرت جبرئیل عؑ سے کہا یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ سود خوار لوگ ہیں۔

۷۔ حضرت انس رضؓ کہتے ہیں۔ نبیؐ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جب کوئی شخص کسی کو قرضہ دے تو قرضدار اگر اس کے عوض کوئی چیز پیش کرے یا سواری وغیرہ مہیا کر دے تو اس کو وہ چیز لینی نہیں چاہیئے اور نہ ہی سواری کو قبول کرے۔ البتہ اگر پہلے سے یہ سلسلہ جاری ہو تو کوئی مضائقہ نہیں (مشکوٰۃ)

خلاصہ

آج کل اکثر تجار بنکوں سے بھاری سودی قرضہ حاصل کر کے تجارت کرتے ہیں۔ اور ہزاروں روپے سود کے ادا کرتے ہیں۔ آپ جاگیں اور آنکھیں کھولیں اور سود کے عذاب اور وبال کو گوش ہوش سے پڑھیں اور سنیں۔

غور کیجئے کتنے بدنصیب لوگ ہوں گے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس قدر سخت وعیدوں کے باوجود بھی سودی قرض لینے یا کسی قسم کا سودی کاروبار کرنے کی جرأت کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

جامع شریعت وطریقت حضرت مولانا بشیر احمد صاحب پسروری

ذکرہٗ فی الاُمَم

قسط (۴)

شہادت ۶: ابونعیم نے حبان بن ثابت سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں۔ کہ میں سات آٹھ سال کا بچہ تھا اور میں نے اس وقت جو کچھ دیکھا اور سنا تھا اسے اچھی طرح سمجھتا ہوں۔ (اس زمانے کی ایک بات یہ ہے) کہ ایک شام کو ایک یہودی نے یہودی قبائل کو پکارنا شروع کر دیا۔ جب وہ سب جمع ہو گئے۔ انہوں نے کہا افسوس ہے تجھ پر، کیا ہو گیا تجھ کو — اس یہودی نے کہا۔ کہ اس ستارہ کا طلوع ہوا جس کے طلوع ہونے پر احمدؐ نامی پیغمبر مبعوث ہونا تھا۔

شہادت ۷: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ مکہ میں ایک یہودی رہا کرتا تھا۔ جس رات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے اس نے قریش قبائل سے پوچھا کہ کیا آج تم میں کوئی بچہ پیدا ہوا ہے انہوں نے کہا ہمیں کوئی علم نہیں — اس یہودی نے کہا تم اس کی تحقیق کرو اس لئے کہ اس رات اس امت کے نبی مبعوث ہوتے ہیں۔ اور ان کے دونوں کندھوں کے درمیان علامت نبوت ہے۔ چنانچہ یہاں سے اٹھنے کے بعد انہوں نے اس کی تحقیق شروع کی تو انہیں پتہ چلا کہ عبداللہ بن عبدالمطلب کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوا ہے — یہ معلوم ہونے پر وہ یہودی حضرت عبداللہ کے گھر پہنچا۔ تو اسے نومولود بچہ کی زیارت کرائی گئی۔ جب یہودی نے وہ علامت دیکھی تو وہ بیہوش ہو کر گر پڑا۔ اور کہا کہ آج نبوت بنی اسرائیل سے چلی گئی۔ اور اے قریش! یہ تم پر غلبہ پا جائے گا۔ اور اس کی خبر مشرق مغرب تک پہنچ جائے گی۔

(مواہب لدنیہ صـ۲۳ ج ۱)

شہادت ۸: ابن عساکر نے حضرت کعب احبارؓ سے روایت کی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے حضرت آدم پر انبیاء مرسلین کی تعداد کے مطابق اتارا۔ پھر متوجہ ہوئے آپ کے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام پر۔ پس فرمایا تُو اے نبی میرے بیٹے تو میرا خلیفہ ہے میرے بعد۔ پس پکڑ تو اس کو تقویٰ کی بنیاد پر۔ اور جب بھی تو اللہ کا ذکر کرے۔ تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ضرور کرنا — کیونکہ میں نے جناب کا اسم گرامی عرش کے کنارے پر لکھا ہوا دیکھا اور میں ابھی اس وقت مٹی اور روح میں ملوث تھا اور پھر میں آسمانوں کے اردگرد گھوما۔ میں نے سب مقامات پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی لکھا ہوا پایا۔ اور جب مجھ کو اللہ تعالےٰ نے جنت میں جگہ مرحمت فرمائی۔ تو میں نے جنت میں کوئی محل اور بالا خانہ ایسا نہیں دیکھا جس پر کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک نہ لکھا ہوا ہو۔ اور میں نے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اسم گرامی حوروں کی گردنوں پر، طوبیٰ درخت کے پتوں پر، سورۃ المنتہیٰ کے پتوں پر اور فرشتوں کی آنکھوں پر لکھا ہوا دیکھا — اس لئے تو بھی ان کا ذکر زیادہ کیا کر۔

(مواہب صـ۱۸۶ ج ۱)

شہادت ۹: دعوت اسلام پر مشتمل خط کے جواب میں عظیم قبط مقوقس نے لکھا ہے میں نے جناب کا خط پڑھا اور جو کچھ جناب نے تحریر فرمایا اور جس کی دعوت دی میں نے اسے اچھی طرح سمجھا۔ اور مجھے پہلے ہی یہ معلوم تھا کہ ایک نبی ابھی آنے والے ہیں۔ اور میں خیال کرتا تھا کہ وہ شام میں مبعوث ہوں گے۔ میں نے آپ کے قاصد کی عزت کی۔ آپ کی خدمت میں دو لونڈیوں کو بھیج رہا ہوں۔ جو قوم قبط کے اونچے درجہ کی ہیں۔ اور اس کے علاوہ ایک دراز گوش (خچر) بھی ہدیۃً بھیج رہا ہوں تاکہ جناب امیر سواری فرمائیں ..... الخ

(مواہب صـ۲۲۵ ج ۱)

شہادت ۱۰: حضرت علی رضی اللہ عنہ

ارشاداتِ مجالسِ ذکر

از حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ ——— مرتبہ: محمد مقبول عالم بی۔ اے۔ لاہور

نہیں ملتے یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

۲ر ستمبر ۱۹۴۸ء جمعرات

دیس اور پردیس

ہم دیس سے پردیس میں آئے ہیں۔ یہ دنیا ہمارا دیس نہیں۔ عالم ملکوت ہمارا دیس ہے۔ اس کی مثال ایسے ہے جیسے کوئی آدمی نہایت متمدن اور مہذب سلطنت کے دارالخلافہ میں رہتا ہو، جہاں ہر قسم کا آرام ہو۔ جان و مال اور عزت محفوظ ہو، ہر شے مہیا ہوتی ہو، امن و چین سے زندگی بسر کرتا ہو، اس کا گذر کبھی چوروں اور ڈاکوؤں کے جنگل میں سے ہو جائے تو اسے نہ کھانا اچھا لگے گا نہ پینا۔ وہ اسی فکر میں ہوگا کہ خدا کرے جان سلامت لے جاؤں۔ جان بچی سو لاکھوں پائے۔ خدا کرے کہ چوروں اور ڈاکوؤں کو پتہ ہی نہ لگنے پائے۔ تاکہ وہ حملہ کر کے مال نہ چھین لے جائیں۔ چوروں اور ڈاکوؤں کو ذرا رحم نہیں آتا۔ یہی مثال ہماری ہے۔ ہم عالم ملکوت سے آئے ہیں۔ جہاں کوئی چور نہیں، ڈاکو نہیں، ظالم نہیں، خدا کا نافرمان اور رسولؐ کا باغی نہیں۔ سبھی نیک، اللہ کے فرمانبردار، اللہ اللہ کرنے والے ہیں۔ اور یہ دنیا چوروں اور ڈاکوؤں کی دنیا ہے۔ ظالموں کی دنیا ہے۔ یہاں دغاباز، فریبی، مکار، چالباز، جھوٹے کافر، مشرک، منافق، فاسق، بے ایمان بستے ہیں۔ اس عالم سے آ کر یہاں ان چوروں اور ڈاکوؤں میں گھر گئے ہیں اور وہ ہمارا مال چھیننا چاہتے ہیں۔ مال ہے تعلق باللہ۔ سب ہمارے تعلق باللہ کو خراب کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بیویاں، اولاد، رشتے دار کسی کو رحم نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ تم میں سے بعض کی بیویاں اور اولاد فتنہ ہیں ذرا ان سے بچ بچ کر رہنا۔ کیا کوئی ایسی بیوی ہے جس نے یہ شرط لگائی ہو کہ میاں جی حلال کا رزق ملے تو لانا، حرام نہ لانا اور تعلق باللہ کو خراب نہ کرنا۔ کیا اولاد نے کبھی یہ بھی کہا۔ کہ ابا جی حرام نہ لانا حلال لانا۔ ہم حلال ہی میں گزارا کر لیں گے۔ ایسا نہ ہو کہ اللہ آپ سے ناراض ہو جائے۔ کیا کسی برادری نے کہا کہ بھائی جان! ہماری خاطر وہ کام نہ کرنا جس سے اللہ آپ سے ناراض ہو جائے بلکہ برادری والے تو کہتے ہیں کہ تیرا ایمان جاتا ہے تو جائے ہماری ضرورتیں پوری کر ——— الاقارب کالعقارب۔

انسان روح کا نام ہے جو عالم ملکوت کی چیز ہے۔ وجود تو اس کا لفافہ ہے جو یہاں سے بنا ہے۔ اصلی انسان روح ہے، وجود نہیں۔ یہ قاعدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ لطیف چیز کو کثیف چیز میں ملفوف کر کے بھیجتے ہیں تاکہ لطیف کی حفاظت ہو سکے۔ تربوز کے اندر گودا لطیف ہے اس کی حفاظت کے لئے اوپر چھلکا ہے۔ بادام کا مغز لطیف ہے اوپر چھلکا سخت ہے۔ جب اکٹھے ہوں تو نام ایک ہوتا ہے اور جب جدا ہو جائیں تو نام الگ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح روح کا لفافہ جسم ہے۔ جسم و روح ملے ہوئے ہوں تو انسان کہلاتا ہے۔ روح الگ ہو جائے تو جسم انسان کی لاش ہوگی، انسان نہیں۔

غرض ہم مہذب و متمدن ملک سے چوروں اور ڈاکوؤں کے ملک میں آئے ہیں یہاں سے اپنا ایمان بچا کر لے جانا ہے۔

کئی ایسے جنگل ہیں جہاں چور اور ڈاکو رہتے ہیں۔ پنجاب میں شاید ہی کوئی ایسے ہوں۔ کیونکہ اب یہاں سے جنگل کاٹ دئے گئے ہیں اور آبادی ہو گئی ہے ——— سندھ میں اب بھی ایسے جنگل ہیں۔ حر جنگلوں میں رہتے ہیں۔ کھمبی بیلا مشہور ہے۔ وہاں آدمی تو کیا جانور کا بھی گذر نہیں ہو سکتا۔ حروں نے ایک دفعہ پہلے سر اٹھایا تھا میری ہوش سے پہلے ——— بچو بادشاہ اور پیرو وزیر بنا تھا۔ بگٹی قوم (بلوچی) انگریز لایا اور انہیں وہاں بسایا اور انہیں ان سے لڑوایا اور فتنہ فرو کیا لیکن وہ فنا پھر بھی نہ ہوئے۔ اب پھر سر اٹھایا تھا۔ انگریز انہیں کچل نہ سکا۔ پہلے حروں میں یہ شرافت تھی کہ وہ فقط ہندوؤں کو لوٹتے، مسلمانوں کو کچھ نہ کہتے تھے۔ ڈاکہ ڈالتے اور دو تین دن پہلے اطلاع دیتے۔ اور مال لوٹ کر غریبوں مسکینوں کو دے کر باقی لے جاتے موجودہ حروں میں وہ شرافت نہیں رہی۔

ایک دفعہ میں اور مولانا عبدالعزیز ٹانگہ پر جا رہے تھے۔ گھوڑا اڑتا جا رہا تھا۔ تین چار میل میں ظہر سے شام ہو گئی۔ ٹانگے والے نے بتایا کہ آگے سارا چوروں کا علاقہ ہے اور خطرہ ہے۔ وہیں ایک آدمی آیا۔ پاؤں پر گرا اور مصلا لایا۔ اور بال بچوں کو بھی سلام کرنے کے لئے لایا۔ ٹانگے والے نے بتایا۔ یہ چوروں کا سردار ہے۔ پتہ نہیں آپ کے آگے کیسے رام ہو گیا۔ پھر ہم نے وہاں نماز پڑھی۔

سو ایسے جنگل میں جہاں چور اور ڈاکو رہتے ہیں وہاں سے جان، مال اور عزت سلامت لے کر جانا مشکل ہوتا ہے۔ یہی حال دنیا کا ہے ——— تدبیر فقط ایک ہے کہ اللہ والوں کی صحبت میں رہیں، اللہ اللہ کریں۔ پھر بچ جائیں گے۔ ورنہ اور کوئی تدبیر نہیں ہے۔

۱۶ر ستمبر ۱۹۴۸ء جمعرات

دنیا میں رہنے کا طریقہ

حدیث شریف میں آتا ہے۔ مشکوٰۃ میں ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ صَلِّ صَلٰوۃَ مُوَدِّعٍ ——— رخصت ہونے والے کی طرح نماز پڑھو جیسے یہ یقینی ہو کہ میں یہ آخری نماز پڑھ رہا ہوں اور اس کے بعد دنیا سے رخصت ہو جانا ہے۔ تو ایسے شخص کی نماز میں جو کیفیت اور حالت ہوگی، وہ حالت پیدا کرو۔ اور یہ خیال کرو کہ گویا یہ آخری نماز ہے۔ اسکے بعد پتہ نہیں مہلت ملے نہ ملے۔ ظہر کی نماز پڑھ رہے ہیں۔ ممکن ہے عصر سے پہلے رخصت ہو جائیں۔ عصر

کی پڑھی۔ تو یہ خیال کریں کہ شاید مغرب سے پہلے رخصت ہو جائیں اگر عشاء تک مہلت مل گئی تو پھر خیال کریں کہ شاید صبح سے پہلے رخصت ہو جائیں۔ جو شخص اس طرح نماز پڑھے گا تو وہ کس قدر دنیا سے منقطع اور دل برداشتہ ہوگا اور اُسے کس قدر توجہ الی اللہ حاصل ہوگی۔

بعض اوقات سفر کے لئے سٹیشن پر جاتے ہیں لیکن آگے گاڑی چھوٹ چکی ہوتی ہے تو واپس آجاتے ہیں بستر ویسے ہی بندھا رہتا ہے۔ پھر دوسری گاڑی پر جاتے ہیں ـــ تو مہلت کا دن ایسے ہی ہے۔ اپنی طرف سے ہر وقت تیار رہیں۔

پھر جب سفر کرتے ہیں تو سٹیشن پر کھڑے ہوئے گاڑی کو دیکھتے ہیں اور پھر سفر میں راستے کے حالات کو دیکھتے ہیں۔ گھر بھولا ہوا ہوتا ہے۔ اسی طرح دنیا سے اس طرح دل برداشتہ رہیں کہ توجہ اللہ کی طرف رہے دنیا بھولی رہے۔ دنیا میں دل بیار اور دست بکار والا معاملہ رہے۔ بظاہر سب کے ساتھ۔ لیکن حقیقت میں سوائے اللہ کے کسی کے ساتھ نہ ہوں۔

موت پتہ نہیں کب آجائے جیسے باز پیٹریا کی تاک میں ہوتا ہے یا بلی کبوتر کی تاک میں ہوتی ہے۔ ذرا غافل ہوئے فوراً جھپٹ پڑتے ہیں۔ یہی حال ہمارا ہے۔ موت تاک میں ہے۔ پتہ نہیں کب جھپٹی مارتی ہے۔ اس لئے فرمایا کہ جب نماز پڑھیں تو سمجھیں کہ یہ آخری نماز ہے۔ اور اس نماز میں پورا خشوع و خضوع ہو پوری توجہ الی اللہ ہو۔ پوری دنیا سے دل برداشتگی ہو۔

میں یہ کہنے کو تو کہہ گیا ہوں۔ لیکن یہ چیز حال بھی بن جائے، محض سننے سے نہیں ہوتا۔ اس کے لئے اللہ والوں کی صحبت کی ضرورت ہے۔ رنگ فروش سے رنگ ملتا ہے چڑھاتے رنگساز ہیں۔ عالم حدیث سنائے گا، مطلب سمجھائے گا۔ لیکن اللہ والے اس قال کو حال بنا دیتے ہیں۔ اس کے لئے اللہ کا نام سکھاتے ہیں۔ اللہ کا نام جانتے تو سب ہیں۔ لیکن اس میں اثر تب آتا ہے جب اللہ والوں سے اجازت حاصل ہو اور ان سے سیکھا جائے۔ اللہ کا نام بکثرت لینے سے اثرات پیدا ہوتے ہیں۔ جب بارش ہو جائے تو زمین میں جو بوئیں گے اُگ آئے گا۔ گندم بوئیں گے تو گندم اُگے گی۔ سونف بوئیں گے تو سونف اُگے گی۔ اسی طرح اللہ کا نام بارش کی طرح ہے۔ اللہ کا نام دل میں آجائے۔ تو جس عمل کو حال بنانا چاہیں گے۔ وہ بن جائے گا۔

---

۷ راکتوبر ۱۹۴۸ء جمعرات

فرائض عبدیت

اللہ تعالیٰ نے جن فرائض کے ادا کرنے کے لئے دنیا میں بھجوایا ہے ان کے لئے مدت مقرر کی ہے موت تک۔ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ۔ (۱۵: ۹۹) اللہ کی بندگی کرو یہاں تک کہ پیغام موت آئے۔ مرتے دم تک فرائض عبدیت کو نباہنا ہے۔ فرائض دو قسم کے ہیں، ایک عمومی اور دوسرے خصوصی۔ عمومی میں سب شامل ہیں یعنی ارکان خمسہ اسلام ہر پیر و جواں، شاہ و گدا، مرد و زن کے لئے ان کا ادا کرنا ضروری ہے۔ ان میں سب مشترک ہیں۔ انہیں فرائض اشتراکی بھی کہہ سکتے ہیں۔ دوسری قسم کے فرائض ہر شخص کے لئے علیحدہ علیحدہ ہیں۔ ایک عالم کا فرض ہے کہ خلق خدا کو دین کی تعلیم دے ایک صوفی کا فرض ہے کہ اپنی صحبت میں بٹھا کر خلق خدا کی اصلاح کرے۔ ایک شادی شدہ کا فرض ہے کہ بیوی کے حقوق ادا کرے۔ لیکن ایک مجرد کے ذمے بیوی کے حقوق کی ادائیگی کا فرض ہی عائد نہیں ہوتا۔ ایک صاحب اولاد کا فرض ہے کہ اپنی اولاد کی صحیح تربیت کرے۔ لیکن ایک بے اولاد کے ذمہ یہ فرض ہی نہیں۔ اس طرح ہر شخص کے لئے انفرادی فرائض بھی ہیں ان کا ادا کرنا بھی نجات کے لئے ضروری ہے۔

فرائض ادا کرنے کی تدبیر یہی ہے کہ کتاب اللہ کی تعلیم حاصل کی جائے اور اہل اللہ کی صحبت اختیار کی جائے۔ پھر یہ راہ آسان ہو جائے گی جیسے کوئی سفر درپیش ہو اور سواری کے لئے نہ گاڑی ہو نہ تانگہ نہ گھوڑا، پیدل جانا ہو اور کچھ آدمی ہم سفر مل جائیں تو پھر بھی سفر طے کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اللہ اللہ کرنے والی جماعت کی صحبت اختیار کی جاتے تو فرائض اشتراکی اور انفرادی کا ادا کرنا آسان ہو جاتا ہے۔

اس بات کا بھی خاص خیال رکھو کہ دوسروں کے حقوق تمہارے ذمہ نہ رہنے پائیں اور اپنے حقوق کسی کے ذمہ نہ رہ جائیں۔ تو مطالبہ نہ کرو۔ پھر نجات ہو جائیگی۔ اور اگر تم نے ان کے حقوق ادا کئے جو تمہارے حقوق ادا کریں تو پھر خطرہ سے نجات نہیں ہوگی۔

بقیہ: سودی کاروبار۔۔۔

مقروض صحابی کا جنازہ نہیں پڑھتے تھے۔ آپ مقروض مرنے والے شخص سے ناخوش تھے۔ مقروض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے محروم رہتے تھے۔ اب وہ لوگ جن پر ہزاروں روپے قرض ہیں اپنے انجام کا فکر کریں۔

بقیہ: ذکرہٗ فی الامم

سے روایت ہے کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی طرف بھیجا۔ وہاں پہنچ کر میں نے لوگوں کو خطبہ دینے کا ارادہ کیا تو یہود کے ایک بہت بڑے عالم نے میری طرف دیکھا اور مجھ سے کہا ـــ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک بیان کیجئے۔ میں نے آپ کا حلیہ مبارک کہ جنابؐ بہت زیادہ لمبے بھی نہیں اور نہ ہی بہت چھوٹے ہیں وغیرہ پورا حلیہ مبارک بیان کیا۔ یہودی عالم نے کہا کہ جنابؐ کی دونوں آنکھوں میں سرخی ہے اور جنابؐ خوبصورت ریش مبارک والے ہیں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ ہاں اللہ کی قسم یہ بھی جنابؐ میں موجود ہے۔ یہودی عالم نے کہا۔ کہ تحقیق میں نے ان اوصاف کو اپنے باپ دادا کے مکتوبات میں پایا۔ اور تحقیق میں گواہی دیتا ہوں کہ واقعی وہ تمام مخلوق کی طرف اللہ کے رسول ہیں۔

(مواہب لدنیہ صفحہ ۲۵۴ ج ۱)

مدرسہ حنفیہ احیاء العلوم بوہڑ تحصیل تونسہ ضلع ڈیرہ غازیخان

کا

چوتھا سالانہ جلسہ

بتاریخ نہم ربیع الاول ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۴ ر ۲۵ رجون ۱۹۶۶ء بروز جمعہ ہفتہ ہونا قرار پایا ہے جس میں مولانا مفتی محمد شفیع صاحب ملتان، مولانا علامہ عبدالستار صاحب تونسوی، حضرت مولانا دوست محمد صاحب قریشی حضرت مولانا عبدالشکور صاحب دینپوری اور دوسرے علماء کرام بھی شرکت فرمارہے ہیں

اراکین مجلس عاملہ مدرسہ احیاء العلوم بوہڑ

بقیہ: اداریہ

ربانی موجود ہے کہ مالِ زکوٰۃ تو اور کسی کے لئے نہیں ہے صرف فقیروں کیلئے ہے، مسکینوں کے لئے ہے، اُن کے لئے ہے جو اس کی وصولی کے کام پر مقرر کئے جائیں، ان کے لئے ہے جن کا دل پرچانا مقصود ہو اور ان کے لئے ہے جن کی گردنیں غلامی کی زنجیروں میں جکڑی ہیں۔ اور انہیں آزاد کرانا ہے ـــــ نیز قرضداروں کے لئے ہے جو قرض کے بوجھ سے دب گئے ہوں اور ادا کرنے کی طاقت نہ رکھیں اور اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کے لئے ہے اور مسافروں کے لئے ہے جو اپنے گھر نہ پہنچ سکتے ہوں اور مفلسی کی حالت میں پڑ گئے ہوں ـــــ پس قرآن عزیز پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ زکوٰۃ کے مال کے خرچ کرنے کا طریقہ خود اللہ کی طرف سے مقرر ہے۔ اُس نے اپنے علم اور دانائی کی بناء پر اس کو خود ایک قومی فریضہ قرار دے دیا ہے۔ اپنی طرف سے اس میں کوئی ردو بدل نہیں کر سکتا اسے اللہ کے بنائے ہوئے طریقے سے تقسیم کرنا چاہیئے۔ اس کے علاوہ اور کوئی شخص اس مال میں کوئی حق نہیں رکھتا۔

واضح ہے کہ قرآن عزیز کی رُو سے زکوٰۃ کے مصارف مقرر ہیں اور خواہ ان میں کتنی ہی کھینچ تان کیوں نہ کی جائے۔ ان کا دائرہ سماجی اور ثقافتی ترقیات اور ریاست کی عام ضروریات تک ہرگز نہیں پھیل سکتا ـــــ غرض یہ حقیقت اپنی جگہ پوری طرح واشگاف ہے کہ اسلام نے جن مقاصد کے لئے زکوٰۃ کو فرض کیا ہے اور اس کی تقسیم کا جو طریق تجویز کیا ہے ان کے لئے شریعت کی مقرر کردہ شرح ہر دور کے لئے بالکل کافی ہے اور اس میں کسی ترمیم و اضافے کی ضرورت نہیں ـــــ ہنگامی وغیر معمولی حالات میں دوسرے مقاصد کے لئے صدقات وخیرات کی اپیل کر کے کام نکالا جا سکتا ہے۔ پس بدبختی ہے کہ ان مقاصد کی تکمیل کے لئے شریعت کے احکام کو تبدیل کیا جائے۔ اور خدا و رسول کی نافرمانی مول لے کر عاقبت برباد کی جائے۔

زکوٰۃ کے علاوہ ڈاکٹر موصوف نے جو اس ملک میں ڈاکٹر اسمتھ کے نظریات کے نقیب ہیں سود کے مسئلہ پر بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے اور اسلامی تعلیمات کے علی الرغم اپنا فتویٰ ان الفاظ میں صادر فرمایا ہے کہ "ترقیاتی مقاصد کے لئے حاصل کئے ہوئے قرضوں پر سود مبنی بر انصاف اور دین کی روح کے مطابق ہے۔ قرآن مجید نے سود کی نہیں بلکہ بھاری سود کی ممانعت کی ہے اور بھاری سود کی شرح اصل زر پر سو فیصد ہوتی ہے" اب اندازہ فرمایئے اسلام سود کی ہر شکل کو حرام قطعی قرار دیتا ہے اور جو شخص سود کھاتا، قرآن حکیم اس کے حالات و واردات کو اس شخص کے ساتھ تشبیہ دیتا ہے جس کو شیطان چھو کر مخبوط الحواس کر دے اور سودخور کو دوزخی قرار دیتا ہے۔

ترمذی شریف میں عبد اللہ ابن مسعود کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے، سود دینے والے، گواہوں اور اس کے کاتب پر لعنت کی ہے۔ قرآن عزیز نے ایک دوسرے مقام پر مسلمانوں سے یوں خطاب فرمایا ہے کہ "مسلمانو! اللہ سے ڈرو اور اگر تم مسلمان ہو تو جس قدر سود رہ گیا ہے اس کو چھوڑ دو اور اگر ایسا نہ کرو تو اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ لڑنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔

تعلیمات قرآنی سے واقف حضرات جانتے ہیں کہ قرآن حکیم نے انسانی معاصی و جرائم کے متعلق طرح طرح کی وعیدیں فرمائی ہیں لیکن سود کے متعلق ایک ایسا لفظ کہا ہے جس سے سخت تر وعید کسی سخت سے سخت جرم و معصیت کی بھی نسبت نہیں آئی لیکن یہ "پاکستانی مجتہد اعظم" سود کو جائز قرار دے رہے ہیں اور اسلام کا نیا ایڈیشن تیار کرنے کی تیاریوں میں منہمک ہیں۔

ہم حکومت سے سوال کرتے ہیں کہ جب اس ملک میں کسی ڈاکٹر کی جگہ بڑے سے بڑے انجینئر کو اپریشن کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی اور نہ کسی جاہل اور ان پڑھ کو کسی گورنمنٹ کالج کا پرنسپل مقرر کیا جا سکتا ہے تو پھر اسلام پر ہی یہ کرم فرمائی کیوں کی جا رہی ہے کہ قرآن و سنت کی تعلیمات سے قطعی نابلد اور ان پڑھ کو تحقیقات اسلامیہ کا ڈائرکٹر اور مشاورتی کونسل کا رکن نامزد کر دیا گیا ہے۔ ڈائرکٹر صاحب اور ان کے شعبے پر جو بھی قومی سرمایہ خرچ ہو رہا ہے ہم اُسے قومی سرمایے کا ضیاع تصوّر کرتے ہیں اور ایسے مجتہدین سے ہزار بار اللہ کی پناہ مانگتے ہوئے حکومت سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ قومی سرمایے کو یوں ضائع کرنے سے احتراز کرے اور ڈاکٹر فضل الرحمن اور ان جیسے دیگر مجتہدین کو میک گل یونیورسٹی میں واپس بھیج دے تاکہ ہم یہ کہہ سکیں ؎

پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

(وما علینا الا البلاغ)

تعارف و تبصرہ

حافظ نور محمد انور

نام کتاب..... انوار قدسیہ
تصنیف..... علامہ عبدالوہاب شعرانی
ضخامت - ۲۳۲ صفحات کاغذ سفید سائز ۲۲×۱۸/۸
ٹائیٹل خوبصورت لکھائی چھپائی بہتر قیمت چھ روپے
ناشر صفیہ اکیڈمی ۱۴/۶۱-۲ پی - آئی - بی کالونی کراچی ۵

علامہ سید عبدالوہاب شعرانی رح دسویں صدی ہجری کے اکابر علماء اعاظم صوفیاء میں بلند مقام رکھتے تھے، اور آپ بڑے مقبول مصنف تھے آپ کی تصانیف میں سے ایک اہم تصنیف۔ انوار قدسیہ ہے جو کافی عرصہ سے نایاب تھی۔ اب اسے صفیہ اکیڈمی کراچی نے بڑے اہتمام سے شائع کیا ہے یہ کتاب تین ابواب اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے باب اول میں مطلقاً آداب عبودیت، باب دوم میں مفید و نافع علم کے طریقے اور فوائد، باب سوم میں فقراء و سالکین کے آداب۔ اور خاتمہ میں معاملات کے بیان جو عبد کامل و عارف، محقق کے نزدیک عبودیت سے گرے ہوئے ہوں۔ اس کتاب کا مطالعہ اہل علم حضرات، خصوصاً تصوف سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے بہت مفید ہوگا

نام کتاب: حدیث ثقلین
تصنیف --- مولانا محمد نافع صاحب فاضل دیوبند
ضخامت ۲۶۴ صفحات سائز ۳۰×۲۰/۱۶ لکھائی چھپائی بہترین قیمت تین روپے علاوہ محصول ڈاک
ملنے کا پتہ - دار التصنیف والاشاعت ۱۴-بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور۔

اس کتاب میں واضح کیا ہے کہ شریعت کے ماخذ کتاب اللہ اور سنت رسول ہی ہیں۔ سنت کو نکال کر اس کی بجائے مرکز ملت کی

پرویزی تجویز یا مرکز امامت کی عجمی سازش ہر دو غلط راہیں ہیں۔ یہ کتاب تین ابواب پر مشتمل ہے ــــ!

اس کا مقدمہ پروفیسر علامہ خالد محمود صاحب ایم اے نے لکھا ہے۔ پہلے باب میں رویت من کنت مولاہ ضعیف، دین اور شریعت کی اصطلاحات میں اسلام کی اصولی ہدایت، مسٹر پرویز کے ہاں حدیث کا مقام، حجیت پیغمبر کا قرآنی نظریہ، امام حضرات کی حدیث ثقلین اہلسنت کے ہاں اہل بیت کا مقام، حضرت علامہ افغانی کی رائے۔ دوسرے باب میں دس ضروری تمہیدات، مسند احمد کی آٹھ روایات، ترمذی شریف کی روایات، نوادر الاصول حکیم ترمذی کی روایات، روایات صحیفۂ امام علی رضا، اور دیگر روایات پر مکمل بحث، اور تیسرے باب میں تشریحات سند، قرآن کے عمومی ماخذ ہونے کی ۱۲ روایات حاصل مقصد اور اولی الامر کے معنی کی تفصیل درج ہے فتنۂ انکار حجیت پیغمبر کے سدباب کے لئے یہ ایک علمی اور تحقیقی پیشکش ہے۔

بقیہ: مذہب نہیں سکھاتا . . . . .

نام پر ایک دوسرے کو مٹانے کی کوشش میں مصروف رہتے ہیں۔ نتیجۃً ہماری طاقت کمزور ہو گئی ہے۔ دشمنوں نے ہماری باہمی کشمکش اور نا اتفاقی سے فائدہ اٹھا کہ ہمیں صفحۂ ہستی سے حرفِ غلط کی طرح مٹانے کی ٹھان لی ــــ دولت جو ہمارے گھر کی لونڈی تھی ہم سے منہ موڑ گئی۔ عزت، عظمت، اقبال اور حمیت ایک ایک کر کے ہم سے رخصت ہو گئے۔ ذلت رسوائی، نفرت، دشمنی، حسد، بغض، کینہ اور انتقام ہمارے ساتھی بن گئے۔ نفرت، دشمنی اور بیر ایسے جذبات ہیں جو انسان کو گھن کی طرح اندر ہی اندر ختم کر دیتے ہیں۔ جب ہم ان جذبات کی رو میں بہہ کر کسی سے انتقام لینے کی روش اختیار کرتے ہیں۔ تو خود ان کے مہلک اثرات سے بچ نہیں سکتے

اس لئے تمام مذاہب یہی تلقین کرتے ہیں کہ درگذر اور معاف کرنا دوسروں سے زیادہ خود اپنی ذات کے لئے مفید اور نفع بخش ہے۔ قرآن مجید کا فرمان ہے اور احادیث نبوی کی بھی تلقین ہے کہ "ہم خدا کے کسی بندے کو نفرت کی نگاہ سے نہ دیکھیں کسی سے دشمنی اور حسد نہ کریں"۔ جو لوگ مذہب کے نام پر دشمنی و کینہ کے بیج بوتے ہیں۔ وہ مذہب کی کوئی خدمت کرنے کی بجائے اُسے بدنام کرتے ہیں۔ اسلام کے علاوہ دوسرے مذاہب بھی باہمی عداوت کو جائز نہیں سمجھتے۔

پیارے بچو! تمہیں بھی چاہئے کہ ایک دوسرے سے محبت و اتحاد سے رہو۔ حسد، بغض، دشمنی اور بیر جو ایک مہلک بیماریاں ہیں ان سے بچنے کی کوشش کرو۔



مکرمی و محترمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مزاجِ گرامی!

"فیض الغفور" کے بعد بفضلہٖ تعالیٰ ذِکر الغفور، تالیف محمد ادریس الانصاری چھپ کر حال ہی شائع ہوئی ہے۔ ذکر و فکر، اجتماعی ذکر یعنی مشائخ کرام کے حلقہائے ذِکر، مراقبات وغیرہ پر منکرینِ تصوّف کی طرف سے جو اعتراضات کیے جاتے ہیں قرآنِ حکیم کی گیارہ آیات کی تفاسیر اور مختلف احادیث نبویؐ کی تشریحات سے جوابات دینے کے ساتھ ساتھ توبہ و استغفار کے خاص خاص طریقے، تلاوتِ قرآنِ مجید کے خاص آداب، قرآن پڑھ کر ماں باپ اور دوسرے لوگوں کو ثواب پہنچانے، مُردوں کے بخشوانے کے لیے حضور علیہ السّلام کے بتلائے ہوئے طریقے، خواب میں حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی زیارت کے لیے بزرگانِ دین کے بتلائے ہوئے خاص خاص وظائف، دعائیں، اُن کی طاقتیں، قبولیتِ دُعا ــ کہ دُعا کہاں؟ کیوں؟ اور کس طرح قبول ہوتی ہے۔ عملیات یعنی اللہ کے نام اور کلام کے ساتھ علاج کرنے کی مجرّب تدابیر کے علاوہ علم سلوک پر اچھے اچھے مضامین نہایت خوش اسلوبی سے "ذکر الغفور" کے ۵۱۲ صفحات پر پھیلائے گئے ہیں، لکھائی چھپائی اور کاغذ اعلےٰ ہے۔ طرزِ تحریر ایسا دلچسپ ہے کہ کتاب شروع کر کے ختم کیے بغیر چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا۔ کتاب پڑھنے سے آخرت، قبر اور ما بعد الموت کے لیے توشہ جمع کرنے کی آپ کو زیادہ سے زیادہ فکر ہوگی۔ نمازوں میں حلاوت، قلوب میں رقّت، عبادات میں دل جمعی، خیالات میں یکسوئی، جو ایک مومنِ کامل کی نشانی ہے ذِکر الغفور کے دوامی مطالعہ کی خصوصی تاثیرات ہیں۔

تبلیغی غرض سے تین حصّوں کی قیمت ۵٫۵۰ روپے ہے

حصّہ اول کی ۲، دوم کی ۲٫۵۰ اور حصّہ سوم کی ۲ روپے ہے۔ یہ کتاب آپ جیسے دیندار مخلصین اور آپ کی اہل و عیال کے لیے انشاء اللہ بے حد مفید ثابت ہوگی۔

◉ اوّلین فرصت میں ادارہ کو ۵٫۵۰ روپے بذریعہ منی آرڈر یا وی پی کیلئے تحریر فرمائیں

ناظمِ ادارہ تبلیغ اسلام ○ صادق آباد (مغربی پاکستان)

پچاس روپے نقد انعام

میرا لڑکا مسمی عبداللہ خاں رنگ گندمی عمر ۱۲/۱۳ سال ۳۰/۴/۶۴ سے لاپتہ ہے یہ لڑکا ضلع گوجرانوالہ کے قصبہ قلعہ دیدار سنگھ میں قرآن مجید حفظ کرتا تھا وہاں سے بغیر اجازت کاموں کی قرآن شریف حفظ کرنے کے لئے گیا وہاں داخلہ نہ ملا تو شرمندگی کی وجہ سے نہ تو واپس قلعہ دیدار سنگھ گیا اور نہ ہی گھر آیا۔ لہٰذا تمام دینی مدارس کے ناظموں اور مہتموں سے درخواست ہے یہ لڑکا جس مدرسہ میں ہو یا آئے تو مہربانی فرما کر اپنے ہاں داخل کر کے مندرجہ ذیل پتہ پر اطلاع دے کر ثواب دارین حاصل کریں کیونکہ اس کی والدہ سخت پریشان ہے صحیح اطلاع دینے والے کو مبلغ ۵۰/- روپیہ نقد انعام دیا جائے گا۔

(مولانا) امان اللہ خاں۔ کھیالی، گوجرانوالہ

منڈی چوہڑکانہ ضلع شیخوپورہ کی جامع مسجد میں دار العلوم اسلامیہ کا افتتاح حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب جانشین شیخ التفسیر حضرت لاہوریؒ کے دستِ حق پرست سے ہو چکا ہے۔ قاری محمد عیسیٰ صاحب فارغ مدرسہ ترتیل القرآن شیرانوالہ گیٹ لاہور کی خدمات حاصل کی گئی ہیں۔ حفظ و ناظرہ کا معقول انتظام ہے۔ شائقین طلبا جلد از جلد تشریف لاویں۔

داخلہ شروع ہے

طلباء کے خورد و نوش کا مدرسہ خود کفیل ہوگا۔ نیز درس نظامی کی ابتدائی کتابیں پڑھانے کا بھی انتظام ہے کتابیں حضرت مولانا غلام محمد صاحب خطیب جامع پڑھائینگے۔ منجانب اراکین انجمن اہلسنت والجماعت (رجسٹرڈ) منڈی چوہڑکانہ

بچوں کا صفحہ

اپنا کام خود کرنا

قاری فیوض الرحمٰن بی اے (امتیازی) متعلم ایم اے - پشاور یونیورسٹی

جو لوگ اپنا کام خود کرتے ہیں - ان کو اپنی ذات پر بھروسہ اور اعتماد ہوتا ہے - جو لوگ اپنا کام خود نہیں کرتے - اُن کے دل میں ایک قسم کی بزدلی پیدا ہو جاتی ہے اور یہ بزدلی انسانی حوصلے اور ارادے کا بالکل ستیاناس کر دیتی ہے حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی سیرت ہمیں بتاتی ہے کہ آپ اپنا کام خود دستِ مبارک سے فرمایا کرتے تھے بکریوں کا دودھ دوہ لیتے پھٹا کپڑا خود سی لیتے - نعلین مبارک ٹوٹ جاتیں تو اُن کو اپنے ہاتھ سے درست فرما لیتے - غرض اپنے کام کے لئے دوسروں کو کم تکلیف دیتے -

آپ کے ایک صحابی اور خادم حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں کہ دس برس میں آپؐ کی خدمت میں رہا - اس عرصہ میں میں نے آپؐ کی خدمت اس قدر نہیں کی - جتنے کہ آپؐ نے میرے کام فرما دیئے - علمائے سلف کے حالات شاہد ہیں کہ انہوں نے جو سبق اپنے پیشوا حضرت خاتم الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حاصل کیا تھا - اس پر پوری طرح عمل کر کے دکھا دیا -

امام ابن طاہر جب فن حدیث کی تکمیل کے لئے امام جہاں کی خدمت میں حاضر ہونے چلے تو لوگوں نے ان کو بتایا کہ امام موصوف بازار سے اپنا کام خود کر لاتے ہیں وہاں بھی ان کو تلاش کر لینا - چنانچہ جب یہ ان کے شہر میں وارد ہوئے تو اول بازاروں میں گشت لگایا - اسی تلاش کے دوران انہیں امام جہاں ایک عطار کی دکان پر اس ہیئت سے ملے کہ دامن میں وہ تمام ضرورت کی چیزیں بھری ہوئی تھیں جو بازار سے خرید لائے تھے - اس واقعے کی قدر اس وقت بہت بڑھ جاتی ہے جب ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ امام موصوف کی عمر اس وقت اناسی برس کی تھی - (تذکرہ صـ ۳۸۵ ج ۳)

ابو الاسود دوئلی واضع فن نحو پر اخیر عمر میں فالج گرا تھا - اور اس کے اثر سے ان کے ہاتھ پاؤں ماؤف ہو گئے تھے - اس معذوری کے عالم میں بھی وہ ہر روز پاؤں گھسیٹتے ہوئے بازار کو جاتے اور اپنا کام کر لاتے - اس سلسلے میں اس بات کو ذہن سے نکال دینا چاہیئے کہ کوئی ضرورت انہیں اس تکلیف پر مجبور کرتی تھی - موصوف بہت آسودہ تھے - نوکروں چاکروں کی ان کے ہاں کوئی کمی نہ تھی - بلکہ بہت سے خادم ان کی سرکار میں ہر وقت حاضر رہتے -

ایک روز کسی نے ان سے ازراہِ تعجب دریافت کیا کہ اس قدر خادموں کے ہوتے ہوئے یہ مصیبت شاقہ کیوں برداشت کی جاتی ہے؟ اس ادیب نے جواب دیا - کہ بات یہ ہے - کہ اس آمد و رفت میں اتنا نفع ہے کہ جب گھر لوٹتا ہوں تو لڑکے بھی کہتے ہیں کہ آ گئے - اور لونڈیاں اور خادم بھی - اگر اسی طرح گھر میں پڑا رہوں تو بکریاں اگر مجھ پر پیشاب بھی کرتی رہیں تو بھی کوئی خبر نہ ہو "

یہ مقولہ عجیب حکمت خیز ہے اور شخصی حالت سے لے کر قومی حالت تک یکساں مؤثر ہے - دنیا میں جو کچھ گرمیٔ ہنگامہ ہے وہ سب حرکت ہی کی برکت ہے - سکون ملکوں اور قوموں کی رونق کو درہم برہم کرنے والا ہے - جو قومیں ہاتھ پاؤں چھوڑ بیٹھتی ہیں - وہ پامالی کے سوا کسی دوسری چیز کی توقع اس عالم میں نہیں رکھ سکتیں

امام بخاریؒ نے شہر بخارا کے باہر ایک مہمان سرا بنوائی تھی - اس کی تعمیر کے دوران جو مزدور معماروں کو اینٹیں پہنچا رہے تھے ان میں خود امام بخاریؒ بھی شامل تھے - یہ امام ربانی اپنے سر پر اینٹیں رکھ کر لے جاتے - اور معماروں کے سامنے جا رکھتے - ایک شاگرد کا دل پسیجا - اس نے دلسوزی سے کہا - کہ حضرت آپ کو اس محنت کی کیا ضرورت ہے؟

امام ممدوحؒ نے فرمایا - هٰذَا الَّذِیْ یَنْفَعُنِیْ " یہ وہ کام ہے جو مجھے نفع دے گا - " علمائے سلف "

آہ! جس قوم کے اسلاف اپنا کام خود کرنے پر ناز کرتے تھے - آج ان کی اولاد اپنا کام خود کرنے کو عار سمجھتی ہے - ایک معمولی بیگ اٹھانے کی ضرورت ہوتی ہے تو گھنٹوں قلی کا انتظار کرتی ہے - اور خود اٹھانے کی یا اپنا کام خود کرنے کی زحمت گوارا نہیں کرتی - اور اگر کسی صورت میں اپنا کام خود کر بیٹھتی ہے تو ندامت سے بُرا حال ہو جاتا ہے --- یار لوگ کہیں گے کہ اپنا کام خود کر رہا ہے - اور ہماری شان میں فرق آ جائے گا - حالانکہ شان میں فرق اپنا کام خود نہ کرنے سے آتا ہے -

اللہ تعالےٰ ہم سب کو اپنے اسلاف کے طریقوں پر چلنے، اپنا کام خود کرنے اور دوسروں سے سوال نہ کرنے کی توفیق بخشے - آمین یا اللہ العالمین!

مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا

ملک عبد الکریم مدرس ایف اے منشی فاضل

دنیا کے تمام مذاہب کی تعلیم یہی ہے کہ زندگی کا مقصد باہمی اتحاد اور ایک دوسرے کی خدمت کرنا ہے اور یہی خدا کی سب سے بڑی عبادت ہے - بعض مذاہب میں تو ان احکام کی اتنی تفصیل سے وضاحت کی گئی ہے کہ وہ ان احکام کی پابندی پر اس قدر زور دیا گیا ہے کہ کوئی شخص اپنے ہم جنسوں سے محبت اور اخوت کا رشتہ قائم نہیں رکھتا - تو وہ اپنی عبادت و اطاعت میں جھوٹا ہے -

اسلام کی بنیاد ہی باہمی محبت اور اتحاد پر ہے - اسلامی تعلیم کی رو سے ہمارا معاشرہ ایک جسم کی حیثیت رکھتا ہے - ایک عضو کو تکلیف پہنچے تو سارا جسم بے قرار و بے تاب ہو جاتا ہے - اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ انسان آپس میں اس طرح امن و آشتی و صلح و اتحاد سے زندگی بسر کرے - اور اس طرح آپس میں گہرے تعلقات و روابط قائم رکھے کہ جس طرح اعضائے جسمانی آپس میں تعلق رکھتے ہیں - اسلام پوری انسانیت کو ایک برادری تصور کرتا ہے اور بڑی سختی کے ساتھ اس بات کی تلقین کرتا ہے کہ ہم سب ایک دوسرے کو اپنا بھائی سمجھیں اور ایک دوسرے کے دکھ درد کو اپنا دکھ درد سمجھیں - لیکن افسوس ہے کہ اس زریں اصول کو بھول کر ہم نے کوتاہ اندیشیوں کے باعث ہم مذہب کے

(باقی صـ ۱۸ پر)

چیف ایڈیٹر
عبید اللہ انور

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ر مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۶-۴۸۱ ۲ مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۳۹/۹/۶۷-۲-۹ DD مورخہ ۲۴- اگست ۱۹۶۴ء

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پرنٹر اینڈ پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا